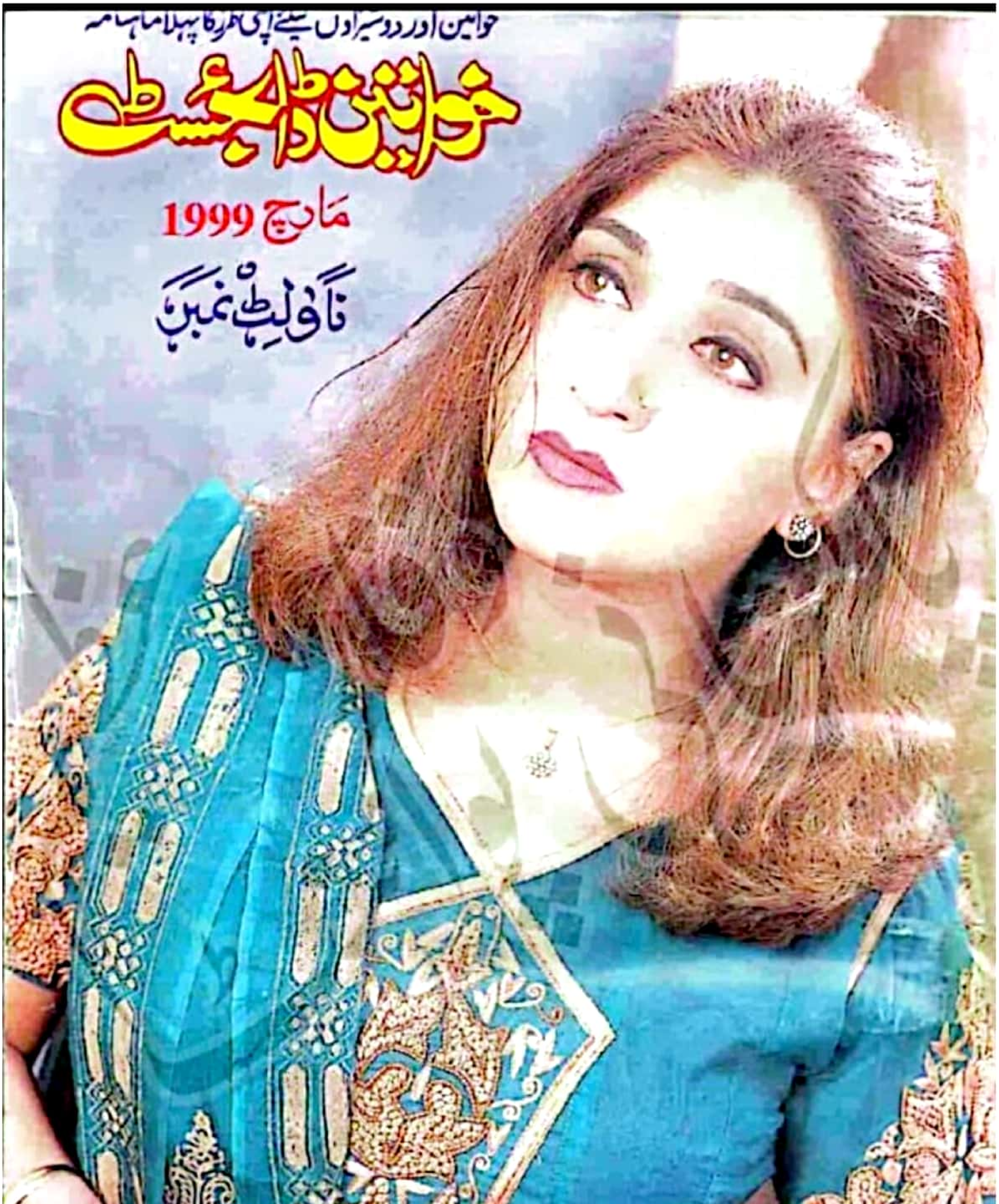
خواتین اور دوشیزاؤں کیلئے اپنی طرز کا پہلا ماہنامہ
خواتین ڈائجسٹ
مارچ 1999
ناولٹ نمبر

ثمرہ بخاری

دل اسیرِ خیالِ یار ہے

digest novels lovers group ❤️❤️

مکمل ناول

"لوگ بیٹیوں کی قسمت کی دعائیں مانگتے ہیں' میں تو کہتی ہوں بیٹوں کے لیے بھی یہ دعا مانگنی چاہیے کہ خدا انہیں بھی نیک نصیب دے۔ اچھی بیوی عطا فرمائے۔ اور ہر طرح کی پریشانیوں سے بچائے۔"

حمیدہ خالہ کی بات سن کر بظاہر اخبار پڑھتے مہران نے اخبار چہرے کے سامنے سے ہٹا کر انہیں دیکھا اور تیوری چڑھا کر بولا۔

"کیوں خالہ! مرد، عورت کی طرح مجبور تھوڑی ہوتا ہے۔ خدا نے دنیا کی حکومت اس کے ہاتھ میں سونپی ہے' وہ جس طرح چاہے ویسے ہی حالات بنا لے۔"

"اے بیٹا! یہ سب کہنے کی باتیں ہیں ورنہ کچھ عورتیں تو ایسی چالاک ہوتی ہیں کہ دو دن میں مرد کو تگنی کا ناچ نچا دیتی ہیں۔"

"وہ مرد ہی بے وقوف ہوں گے یا پھر ضرورت سے زیادہ نرمی برتتے ہوں گے۔"

وہ خاصے روکھے لہجے میں بول رہا تھا۔

حمیدہ خالہ نے امی کی طرف دیکھا پھر ہنس کر بولیں۔

"ابھی کوئی ٹکری نہیں ہے ناں انگلیوں پر نچانے والی' اسی لیے یوں بول رہا ہے۔"

"ہاں خالہ! اس نے تو اپنے گھر کی سیدھی سادی گھریلو عورتیں ہی دیکھی ہیں اسے کیا پتا زمانے میں کیسی کیسی چار سو بیس' ہوشیار چالاک گن کی پوری عورتیں ہوتی ہیں۔ مرد کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہوتا ہے۔"

امی نے حمیدہ خالہ کی ہاں میں ہاں ملانے کے ساتھ مزید اضافہ کیا۔

"عورت اگر سر پر چڑھتی ہے تو اس میں سراسر قصور مرد کا ہوتا ہے' وہ خود ہی اسے ایسا موقع فراہم کرتا ہے ورنہ عورت کی مجال نہیں کہ سر اٹھا کر بات بھی کر سکے۔"

"اچھا بابا! ہم تم سے بحث نہیں کرتے جب تمہاری شادی ہوگی تو پوچھیں گے۔" حمیدہ خالہ نے ہار مانتے ہوئے بھی چیلنج کر دیا۔

"ضرور دیکھئے گا میں تو کہتا ہوں اگر اپنی فیملی یا

جاننے والوں میں سے سب سے تیز طرار لڑکی کو بھی میرے لیے منتخب کرلیں تو دو دن میں تیر کی طرح سیدھا کردوں گا۔"

"اے نا بھیا تمہارے اس دعوے کو سچ مان کر ہم تو نہیں پھنستے۔"

"دلہن آئیں کوئی تیز مرچ اور کرلے تمہیں قابو' ہم تو رہ گئے ناں پھر منہ دیکھتے۔" امی نے ہنستے ہوئے کانوں کو ہاتھ لگا کر کہا۔

"بھیا! فون ہے آپ کا۔ کوئی تنویر صاحب بات کر رہے ہیں۔" مہران سے چھوٹی لیلیٰ نے آکر بتایا۔ بات درمیان میں رہ گئی۔ وہ فون اٹینڈ کرنے چلا گیا۔

"مزاج میں بالکل اپنے دادا پر پڑا ہے۔" امی نے اپنے رشتے کی خالہ حمیدہ کو بتایا۔ لیلیٰ مہران کی خالی کی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی اور بولی۔

"ہیں امی! دادا جان بھی ایسے ہی نک چڑھے بدمزاج سے تھے۔"

"ہوں ہوں۔ بڑے بھائی کو ایسے کہہ رہی ہو' کچھ تمیز کرو لیلیٰ۔"

"آپ خود ہی تو کہہ رہی ہیں' مزاج میں دادا جان پر پڑا ہے۔"

"ثروت! بیلا بیٹی کا کیا حال ہے' اس کی سسرال والوں کو کچھ عقل آئی کہ وہی پہلے والے حالات ہیں۔" حمیدہ خالہ نے بات بدل دی انہیں مہران سے بڑی بیلا یاد آگئی تھی۔

"کبھی عقل کے اندھے بھی کوئی عقل والی بات کرسکتے ہیں' بڑے ہی سنگ دل لوگ ہیں بیٹیوں والے ہو کر دوسرے کی بیٹی کا احساس نہیں کررہے۔ اللہ ہدایت دے ایسے بد نصیبوں کو اتنے گنوں والی بچی کی قدر نہیں ہے، ہیرا رول دیا ہے انہوں نے۔"

حمیدہ خالہ دلی درد کے ساتھ کہہ رہی تھیں۔

"جب بھی بیلا میکے آتی ہے میں تو خوشی سے استقبال بھی نہیں کرسکتی۔ دل ڈرسا جاتا ہے۔ پتہ نہیں کس لیے آئی ہے' کہیں ان لوگوں نے گھر سے نکال تو نہیں دیا' پھر آپ مہران کو تو جانتی ہیں وہ بات بنانے سے زیادہ بگاڑنے کی فکر میں رہتا ہے۔ ابھی بچہ ہے ناں' زمانے کی اونچ نیچ کو نہیں سمجھتا۔ اسے احساس ہی نہیں شادی شدہ لڑکی جب ہمیشہ کے لیے میکے آکر بیٹھ جاتی ہے تو خاندان کیسے کیسے مسائل میں گھر جاتا ہے اور اس بے چاری لڑکی پر کیا کیا نام نہیں دھرے جاتے۔"

"ہاں ثروت! یہ ہمارے معاشرے کی عجیب ریت ہے اور میں یہ بھی کہوں گی اس میں قصور عورت کا ہی ہے۔"

"لیں خالہ! بھلا عورت کا کیا قصور ہے؟۔" لیلیٰ نے منہ بناتے ہوئے اختلاف کیا۔

"بیٹا یہ عورت ہی تو ہے۔ جو گود کے بچوں میں تفریق رکھتی ہے لڑکے کو لڑکی پر فوقیت دیتی ہے اور جب پرائی بیٹی بہو بنا کر لائی جاتی ہے تو اسے فالتو اور بے جان چیز کی طرح سمجھا جاتا ہے۔ جس سے جو چاہے سلوک کرلو۔ اسے نہ چوٹ لگے گی نہ دل دکھے گا۔"

"خالہ! یہ تو مردوں کو چاہیے ناں کہ وہ اپنی بیوی کو عزت دیں۔"

"بیٹا! یہ مرد بھلا کون ہے وہی ناں جسے ماں نے بچپن سے یہی بتایا ہے کہ تم لڑکیوں سے افضل ہو۔"

اب لیلیٰ کچھ قائل سی ہو کر خاموش بیٹھ گئی۔ جیت کے احساس کے ساتھ خالہ نے اسے دیکھا پھر پر شفقت انداز میں بولیں۔

"بیٹی! یہ باتیں صرف سننے کی نہیں گرہ میں باندھنے کی ہیں آخر کو آج کی بچی ہی کل کی ماں ہے۔"

"خالہ! ہماری امی نے تو ہم تینوں بھائی بہنوں میں کبھی فرق نہیں کیا مگر دیکھ لیں مہران بھائی کو کیسا رعب ڈالتے ہیں ہم دونوں بہنوں پر۔ کبھی بھی اپنے برابر نہیں سمجھا۔ چلو میں تو ان سے چھوٹی ہوں وہ تو بیلا باجی کے ساتھ بھی اسی انداز میں بات کرتے ہیں۔"

"تو بھلا مہران ایسا نہیں ہوگا تو پھر کیسا ہوگا' اس کی دادی نے اسے بگاڑنے میں کوئی کسر ہی کہاں چھوڑی ہے۔ بڑا ارمان تھا انہیں پوتے کا جب تمہاری امی کی گود میں بیلا آئی تو بڑی باتیں سنائی تھیں انہوں نے تمہاری امی کو۔ یہ تو مہران پیدا ہوا تو ان کے ماتھے کی لکیریں کچھ کم ہوئیں پھر مہران کو تو پالا ہی انہوں نے'

تمہاری امی خود کہا کرتی تھیں خالہ میں تو اپنے بچے کو پیار کرنے کو ترس گئی ہوں۔"

"ہاں یہ تو ہے دادی جان کو ہم تو جیسے نظر ہی نہیں آتے تھے۔ بس بھائی کے صدقے واری جاتی رہتی تھیں۔ مجھے یاد ہے کئی بار ہمارے حصے کی چیزیں بھی بھائی کو مل جاتی تھیں۔ بیلا باجی خوب شور مچاتی تھیں اور پھر ڈانٹ کھاتی تھیں۔ میں تو بس خاموش ہو کر بیٹھ جاتی تھی دادی سے کچھ کہنے یا بھائی سے لڑنے کی ہمت مجھ میں نہیں تھی۔"

"لیلیٰ او لیلیٰ! بہری ہو گئی ہو کیا۔؟" مہران نے آتے ہی جلے کٹے انداز میں پکارا۔

"ارے بچے! چھوٹی بہن ہے بھلا یوں بات کرتے ہیں۔" حمیدہ خالہ نے بڑے نرم سے لہجے میں ٹوک دیا۔

"خالہ! یہ سختی بھی تو نہیں ہے' چھوٹی ہے اس کی تربیت فرض ہے ہمارا۔"

"واہ۔ کیا تربیت ہو رہی ہے۔ پہلی ہی آواز کے ساتھ ڈانٹ بھی دیا بچی کو۔" وہ ہنس کر گویا ہوئی تھیں۔ مہران کچھ کہے بغیر اس کے برابر تخت پر آ بیٹھا۔ جبکہ لیلیٰ حکم کی منتظر کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔

"امی! میری الماری کس نے کھولی تھی۔" انداز تفتیشی سا تھا۔

"کسی کو کیا ضرورت ہے تمہاری الماری چھیڑنے کی اور پھر گھر میں ہوتا ہی کون ہے سوائے میرے اور لیلیٰ کے' ابا تمہارے تو صبح کے نکلے شام کو لوٹتے ہیں۔ ضرور یہ لیلیٰ کا کام ہے۔"

"نا نہیں بھائی میں نے تو کچھ نہیں کیا۔" وہ گھبرا کر پیچھے ہٹی۔

"مہران بچے تم تو ہر وقت تھانیدار بنے رہتے ہو' اگر کسی نے تمہارے کمرے میں جھانکنے کی غلطی کر بھی لی ہے تو یہ کوئی ایسی بات نہیں جو معاف نہ ہو سکے۔"

"امی! آپ کو نہیں پتا یہ لیلیٰ کی بچی میری چیزیں خراب کر دیتی ہے اب بھی کتابوں کی ترتیب بدلی ہوئی ہے۔"

"بھائی! میں نے کچھ نہیں کیا۔ بس نوری سے صفائی کروائی تھی۔"

"دیکھا بول پڑی ہے ناں آخر۔ کسی نوریا تاریکی کو میرے کمرے میں جانے کی ضرورت نہیں ایسی کون سی گند تھی جو صفائی کروانی ضروری ہو گئی تھی۔"

"چلو لیلیٰ بھائی کے لیے چائے بنا کر لاؤ۔" حمیدہ خالہ نے مسکراہٹ دباتے ہوئے لیلیٰ کو تو وہاں سے بھیج دیا۔

"بیلا باجی کے سسرال کی کوئی خبر؟" لیلیٰ کے جاتے ہی موضوع ہی بدل گیا۔

"نہیں کافی دن ہو گئے فون نہیں آیا بیلا کا۔ ویسے میرا خیال ہے خیریت ہی ہو گی۔"

"اگر باجی کا فون نہیں آیا تھا تو آپ کر لیتیں پتا نہیں وہ کس حال میں ہوں گی۔ ایک تو آپ لوگوں کے عجیب قاعدے قانون ہیں۔ بیٹی کی سسرال زیادہ نہیں جانا چاہیے۔ بیاہی بیٹی کو زیادہ میکے میں نہیں بلانا چاہیے۔ یہ تو صاف بات ہے کہ لڑکی کو سپرد کرو غیر لوگوں کے اور ان سے کہو جو جی چاہے سلوک کرو۔"

"بس کیا کریں! بیٹا زمانے کی یہی ریت ہے۔ بیٹیاں پرائی امانت ہوتی ہیں۔" امی نے آہ بھری۔

"یہ تو آپ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی قسمیں دے کر مجھے باندھ رکھا ہے ورنہ بیلا باجی کے سسرال والوں کو تو میں ایسا مزہ چکھاتا کہ ناک رگڑنے پر مجبور ہو جاتے۔"

"بھلا کیا مل جاتا ان سے ناک رگڑوا کر۔ اپنی ہی بیٹی اجڑ کر بیٹھ جاتی۔"

"اب کون سا بس رہی ہے وہ اور پھر مجھ پر بہن اتنی بھی بھاری نہیں سر آنکھوں پر بٹھا کر ان سے زیادہ اچھا کھلا بھی سکتا ہوں۔ پہنا بھی سکتا ہوں۔"

"بھئی واہ! ماشاء اللہ کس قدر چاہت ہے بہنوں کے لیے' اے بیٹا میں تو یہی سمجھتی رہی۔ تم جیسا روکھا ان کے ساتھ بولتے ہو ویسا ہی روکھا دل بھی رکھتے ہو۔"

"نہیں خالہ! ایسی بھی کوئی بات نہیں میرا بیٹا بڑا احساس رکھتا ہے سارے گھرانے کا۔ بس ذرا مزاج

میں تیزی ہے۔" امی نے تعریف کی۔

"اوہو خالہ! کون سی سختی کی ہے میں نے سچ میں جتنی محبت کرتا ہوں آپ سے آپ اتنے ہی کیڑے نکالتی ہیں مجھ میں۔" اس نے یونہی مذاقاً کہا۔

"نہیں نہیں بچے، میں بھلا کیڑے کیوں نکالوں گی تم میں۔ تم تو میری ثروت کے بیٹے ہو اور ثروت کے تو سارے ہی بچے مجھے بڑے پیارے ہیں۔"

"پھر سارے، جبکہ میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ جتنی محبت میں آپ سے کرتا ہوں لیلیٰ یا بیلا اس کا نصف بھی نہیں کرتیں۔"

"محبت بدلے کے لیے تھوڑی کی جاتی ہے۔ یہ تو بے لوث بے غرض ہوتی ہے دوسرا چاہے بدلے میں نفرت ہی لٹائے سچی محبت پھر بھی زندہ رہتی ہے۔"

"اب وہ کھل کے ہنسا اور بولا "باتیں آپ بہت اچھی کر لیتی ہیں اور مجھے خود سے یہی گلہ ہے کہ مجھے بات کرنے کا سلیقہ بالکل نہیں آتا۔ کیا خیال ہے آپ کی شاگردی اختیار نہ کر لوں۔"

"ہاں خالہ یہ تو مہران سچ کہہ رہا ہے بات کرنے کا سلیقہ اسے واقعی نہیں ہے دل میں کسی کے لیے کتنے بھی اچھے جذبات رکھتا ہو۔ زبان پتھر ہی برسائے گی۔"

اور یہ بات تو اس نے اپنی دادی سے لی ہے مرحومہ بھی زبان کی بڑی تیز تھیں یاد ہو گا ثروت، بوا فاطمہ تو ان کا سامنا کرنے سے بھی گھبرا جایا کرتی تھیں۔"

"خالہ! میرے سامنے میری دادی کی برائیاں تو نہ کریں آپ۔"

"معافی چاہتی ہوں بچے مگر یہ بات ہے بالکل سچی اور اس کی گواہی تو محلے کی ہر بوڑھی عورت دے گی۔" خالہ کے ساتھ ساتھ امی بھی ہنس پڑیں۔

ہنسی تو مہران کو بھی آئی مگر دبا گیا، ویسے دادی اماں مرحومہ کی خاندان اور محلے میں جو شہرت تھی۔ اس سے وہ بھی اچھی طرح واقف تھا۔ ویسے اس میں قصور تمہارے دادا کا بھی تھا انہوں نے کبھی سمجھایا ہی نہیں بیوی کو بلکہ خود بھی ان سے دبتے تھے۔"

"دیکھا یہی بات تو میں کہتا ہوں۔ یہ مرد کی ڈھیل ہی ہے جو عورت کو منہ زور بناتی ہے۔ اگر مرد اپنا رویہ شایان شان رکھے تو کیا مجال ہے۔ کسی عورت کی کہ جو منہ زوری کرے۔"

"اچھا بحث نہیں۔ یہ بتاؤ شادی کب کر رہے ہو۔"

"ابھی نہیں۔" قطعیت سے جواب دیا۔

"کیوں بھئی، ابھی کیوں نہیں۔ میں تو تمہارے لیے چپکے چپکے کئی لڑکیاں دیکھ چکی ہوں جب بھی کوئی ایسی ملی جو تمہارے مزاج کو برداشت کرنے والی لگی تو میں بہو بنا لوں گی۔"

"کیسی اچھی بات کی ہے ثروت تم نے، بہو وہ لاؤ گی جو تمہارے بیٹے کے مزاج کو برداشت کر سکے ورنہ خواتین جب بہو ڈھونڈنے نکلتی ہیں تو اور کچھ دیکھیں نہ دیکھیں حسن ضرور دیکھتی ہیں، چاہے اپنا بیٹا لنگور ہی کیوں نہ ہو۔"

"خالہ! اب میرے سامنے مجھے ہی.....“

"تمہیں کوئی اندھا ہی لنگور کہہ سکتا ہے ماشاءاللہ لاکھوں میں ایک ہو تم اور میں تو جو بھی نیا سوٹ بناتی ہوں دل میں یہی سوچتی ہوں یہ تو میں اپنے مہران کی شادی پر پہنوں گی۔ اور یہ تم نے کیا کہہ دیا ابھی ارادہ ہی نہیں ہے۔" خالہ حمیدہ تو خاصی افسردہ دکھائی دینے لگی تھیں۔

"پہلے لیلیٰ کی شادی ہو گی۔"

"لیلیٰ تو ابھی پڑھ رہی ہے۔ تعلیم مکمل ہونے سے پہلے میں اس کی شادی نہیں کروں گی۔" امی نے فیصلہ سنایا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے بھی کوئی جلدی نہیں ہے۔"

"جلدی کیوں نہیں ہے، مجھے تو بڑا ارمان ہے تمہاری شادی کا گھر میں بہو آئے گی۔ بچے ہوں گے بڑی رونق ہو جائے گی۔" امی نے بیٹھے بٹھائے بہت آگے کا منظر دیکھ لیا۔

"پہلے لیلیٰ کی شادی ہو گی۔ اور ایسے لڑکے سے ہو گی جس کی کوئی بہن کنواری ہو۔"

"کیا مطلب۔" دونوں خواتین حیران ہو کر بولیں۔

"جی ایک عدد کنواری بہن، میں اسی لڑکی سے شادی کروں گا۔" پلان سے آگاہ کیا۔

"کیوں یہ کیا بات ہوئی بھلا۔؟"

"بیلا باجی کی شادی وہاں ہوئی جہاں ان کی ساری نندیں شادی شدہ تھیں اور انہوں نے جس طرح چاہا بیلا باجی پر ظلم کیا۔ مگر لیلیٰ کے ساتھ ایسا نہیں ہو گا ان کی بیٹی میں اپنے گھر لاؤں گا تاکہ میری بہن پر ظلم کرتے ہوئے انہیں یہ خیال رہے کہ ان کی بہن میرے گھر میں ہے۔ جو سلوک وہ میری بہن کے ساتھ کر رہے ہیں اس سے بھی برا میں ان کے ساتھ کر سکتا ہوں۔"

"اگر مسئلے کا حل اتنا آسان ہوتا تو بیٹیاں اس قدر دکھی نہ ہوتیں مگر دیکھا تو یہ گیا ہے کہ ادلے بدلے کی شادیاں کامیاب نہیں ہوتیں۔ کوئی بھی فریق خوش نہیں رہتا۔ تم یہ خیال دل سے نکال دو۔"

"نہیں امی! بیلا کی سسرال کے سامنے جب بہن کو بسانے کا خیال کر کے مجھے خاموش رہنا پڑتا ہے تو مت پوچھیں، خون کتنا جوش مارتا ہے۔ اور اپنی بے بسی پر کس قدر غصہ آتا ہے۔ بس میں نے پکا فیصلہ کر لیا ہے لیلیٰ کی مرتبہ اس طرح نہیں ہو گا۔"

"اتنے پڑھے لکھے ہو کر ایسی اچھی پوسٹ پر بیٹھ کر بھی تمہاری سوچ بچوں والی ہے۔ بدلہ نہ لو تو چین نہیں پڑتا۔ یہ کیوں نہیں سوچتے ہر انسان کی قسمت دوسرے سے جدا ہوتی ہے۔ اب جو نصیب بیلا کا تھا۔ وہ اسے ملا اور جو لیلیٰ کی قسمت میں لکھا ہو گا۔ وہ اسے مل جائے گا تقدیر کے آگے انسان بڑا بے بس ہے۔ ہر تدبیر سے ہار جاتی ہے۔ تم یہ خیال دل سے نکال دو۔"

"تو اور کیا ایسا کر کے نہ تم خوش رہ سکو گے نہ ہی لیلیٰ جبکہ میاں بیوی کا رشتہ بدلے لینے کا نہیں۔ آپس میں اعتماد اور محبت کا ہوتا ہے۔ ایسا کر کے تم خود بھی محبت اور اعتماد سے محروم رہو گے اور اگر گھر میں سکون اور اطمینان نہ ہو تو زندگی بے کلی اور بے کیفی کا شکار ہو جاتی ہے۔ گھر کے سکھ کا اور کوئی بدل نہیں اور محبت سے خوبصورت اور کوئی شے نہیں۔"

"آپ کچھ بھی کہیں میرا ارادہ پکا ہے۔" اس نے قطعیت کے ساتھ کہا۔

دونوں خواتین بے بس ہو کر چپ سی ہو گئیں۔ وہ آج کھانے میں کوفتے ضرور ہو جانے چاہئیں' کہہ کر اندر چلا گیا۔

شام کو بیلا اپنے شوہر ارشد کے ساتھ آ گئی۔ امی نے بغور بیٹی کا چہرہ دیکھا اور یہ محسوس کر کے دلی اطمینان ہوا کہ آج وہ خاصی خوش اور مطمئن دکھائی دے رہی تھی۔ اس وقت تک مہران کے والد احمد صاحب بھی گھر آ چکے تھے اور ٹی وی لگائے بڑے انہماک سے دیکھ رہے تھے۔

"دیکھیے تو کون آیا ہے؟" امی نے بیٹی سے زیادہ داماد کی آمد پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا۔ پھر حمیدہ خالہ اور مہران کو اطلاع دینے چل پڑیں۔

جب امی نے مہران کو ارشد کی آمد کی اطلاع دی تو اس نے ملنے سے صاف انکار کر دیا۔ "اب یہ نہ کہہ دیجئے گا کہ میں گھر پر ہی نہیں ہوں بلکہ یہ کہیں کہ موجود ہوں سو رہا ہوں اس لیے نہیں آ سکتا۔"

"خوامخواہ میں اچھا خاصا موڈ خراب کرو گے اس کا۔" امی نے اچھی خاصی خفگی دکھاتے ہوئے کہا۔

"کیوں وہ کہاں کے نواب ہیں جو رعایا قدم بوسی کو حاضر نہ ہو تو مزاج پر گراں گزرتا ہے" انداز بے حد تلخ اور روکھا تھا۔

"ایسے نہیں کہتے' وہ تمہاری بہن کا شوہر ہے اس کے سر کا تاج ہے۔ ہمیں اسے سر آنکھوں پہ بٹھانا چاہیے۔"

"تو جائیں بٹھائیں جا کر مجھ سے ایسی توقع مت رکھیں اونہہ گھر کی بے وقوف عورتوں کی باتوں میں آ کر بیوی کی زندگی عذاب بنا رکھی ہے۔ ایسے مرد کو تو گن کر سو جوتے مارنے چاہئیں۔"

"آہستہ بولو' کہیں وہ لوگ ادھر ہی نہ آ رہے ہوں۔" امی نے دہل کر کہا۔

"جائیں۔ آپ خاطر خدمت کریں اس کی۔ گھر میں تو کچھ ملتا ہی نہیں ہے ناں۔ ساری فرمائشیں اسے ہمارے گھر آ کر ہی یاد آتی ہیں۔"

"اچھا نہیں ملنا تو مت ملو' باتیں مت بناؤ۔"

"اتنے شوق سے کوفتے بنوائے تھے۔ اب یہ رات کے کھانے سے پہلے کہاں ٹلیں گے اور میرے کھانے

کا سارا مزا خراب ہو جائے گا۔"

امی واپس آئیں تو بیلا اور راشد کے ساتھ احمد صاحب، حمیدہ بیگم اور لیلیٰ بھی یہاں موجود تھیں۔ اور تقریباً سب ہی راشد سے بات کرنے کی کوشش میں تھے۔ چھوٹے چھوٹے فقرے، احتیاط سے ادا کیے گئے الفاظ۔ راشد نہایت لیے دیئے انداز میں بیٹھا ہر بات کا نہایت مختصر جواب دے رہا تھا۔ اس کے انداز اور رویئے سے ہمیشہ کی طرح آج بھی سب الجھن میں تھے اور منتظر تھے کب وہ جانے کی اجازت لیتا ہے اور پھر وہ سب بیلا کے ساتھ بے تکلفی سے گفتگو کر سکیں۔

بیلا تین چار روز رہنے کے لیے آئی تھی۔ حمیدہ خالہ بھی یہاں تھیں۔ دن خوب ہی گزر تا لیلیٰ نے تو کالج جانا بھی چھوڑا ہوا تھا۔ امی نے ڈانٹا تو کہہ دیا "باجی کبھی کبھی تو رہنے کے لیے آتی ہیں، آپ مجھے ڈانٹیں نہیں اور خدا کے لیے بھائی کو مت بتایئے گا۔" حمیدہ خالہ اور بیلا نے بھی سائڈ لی تو امی کو چپ ہونا پڑا۔

"ان دنوں کا حسن تو میں جانتی ہوں ان کی قیمت تو تم مجھ سے پوچھو۔ ہائے وہاں تو ایک قیدی کی طرح وقت گزارتی ہوں اور سوچتی ہوں پتا نہیں ابھی اور کتنی عمر باقی ہے۔ کتنے دن مزید اس قید کو کاٹنا ہو گا۔"

"ہائے اللہ باجی یوں نہ سوچا کریں۔ کم از کم ہمارا ہی خیال کر لیں۔"

"میں سوچتی ہوں لیلیٰ یہ کیا ریت ہے اتنے ناز و نعم میں پالی گئی بیٹیاں آخر ایک دن پرائی کیوں ہو جاتی ہیں، ایک غیر ان کے جسم و جان کا مالک بن بیٹھتا ہے اور وہ کچھ بھی سلوک کرتا رہے ماں باپ بے چارے بول ہی نہیں سکتے۔"

"پتا ہے بھائی اس بات سے سخت افسردہ ہیں کہ جب آپ کی شادی ہوئی تب آپ کی ساری نندیں بیاہی جا چکی تھیں۔ سچی اگر ایک بھی اس وقت تک کنواری ہوتی تو بھائی اُن سے شادی رچا لیتے اور پھر جو سلوک ادھر آپ سے ہوتا وہی ادھر ان محترمہ سے ہوتا۔ مگر ہائے افسوس دل کے ارمان دل ہی میں رہ گئے۔" لیلیٰ نے آہ بھری۔

"ہاں اور اب کہہ رہا ہے لیلیٰ کی شادی وہاں کروں گا جہاں ایک عدد کنواری لڑکی موجود ہو، بدلے میں اسے گھر لائے گا اور یوں لیلیٰ کی سسرال کو سیدھا رکھے گا۔"

"نہیں خالہ! واقعی بھائی ایسا کہہ رہے ہیں۔" لیلیٰ کو علم نہیں تھا بڑی دلچسپی سے پوچھا اور بیلا کو ہنسی آگئی۔

"تو اور کیا، بہتیرا سمجھایا میں نے اور تمہاری ماں نے کہ قسمت سب کی ایک جیسی نہیں ہوتی، ضروری تو نہیں لیلیٰ کی سسرال بھی بیلا جیسی ہو اور پھر ادلے بدلے کی شادیاں زیادہ کامیاب بھی نہیں رہتیں مگر جو ایک بار دماغ میں سما جائے پھر وہ نکلتا تھوڑی ہے۔"

"مجھے تو بھائی کا پلان بڑا پسند آیا ہے۔" لیلیٰ خوش ہو کر کہہ رہی تھی۔

"ابھی تم بچی ہو لیلیٰ، خالہ! آپ مہران کو سمجھاتی رہیں یہ بات ذہن سے نکال دے ایک ہی تو بھائی ہے ہمارا۔ ہم تو بہت نیک سیرت خوش مزاج نیک اور پیاری سی لڑکی کو اپنی بھابھی بنا کر لانا چاہتے ہیں۔ تاکہ یہ گھر ہمیشہ ہنستا مسکراتا رہے اور جو کچھ مہران سوچے بیٹھا ہے یوں تو کوئی بھی خوش نہیں رہ سکے گا۔"

"میں نے اور تمہاری امی نے بہت سمجھایا ہے اسے، ویسے اس کے کہنے یا نہ کہنے سے کچھ نہیں ہوتا جوڑے آسمان پر بنتے ہیں جو لیلیٰ اور مہران کے نصیب میں ہو گا انہیں مل جائے گا۔"

"ہاں یہ تو ہے۔" خالہ کی اس بات سے اتفاق کرتے ہوئے بیلا نے مطمئن سے انداز میں سر ہلایا۔

"ویسے اگر ایسا ہو جائے تو کتنا مزا آئے میری نند کی تو پھر روز ہی دھنائی ہوا کرے گی۔"

"لیلیٰ بد تمیز! کچھ شرم کرو۔" بیلا نے دھپ رسید کی اور اسے بھی کچھ خیال آیا تو جھینپ کر بولی۔

"نہیں۔ اصل میں تو میں آپ کی نندوں کے بارے میں سوچ رہی تھی اگر کسی ایک کی بھائی سے شادی ہو جاتی تو کیا مجال تھی آپ کے سسرال والوں کی جو آپ کو ٹیڑھی نظر سے بھی دیکھتے۔"

"بھابیاں قابل عزت قابل احترام ہوتی۔ ہیں یہ رشتہ اپنائیت کا ہے۔ جو لوگ ان باتوں کو نہیں سمجھتے۔

وہ گھاٹے میں رہتے ہیں۔ ہم تو جس لڑکی کو بھابھی بنا کر لائیں گے اسے سر آنکھوں پر بٹھائیں گے چاہے وہ لیلیٰ کی نند ہی کیوں نہ ہو۔" آخری فقرہ خالہ نے شرارت کے ساتھ کہا اور تینوں ہنس پڑیں۔

"یہ احسان صاحب کا چھوٹا بیٹا کارڈ دے کر گیا ہے بتا رہا ہے بھائی کی شادی ہے میں نے کھول کر نہیں دیکھا۔" امی نے یہ کہتے ہوئے کارڈ لیلیٰ کو تھما دیا اس نے جلدی سے کھولا اور پروگرام سے سب کو آگاہ کیا۔

"جائیں گے، ضرور جائیں گے۔" بیلا پر جوش تھی۔

"اتنی سردی ہے میرا تو کہیں نکلنے کو جی ہی نہیں کرتا۔" امی سستی سے کہتی ہوئی پلنگ پر بیٹھ گئیں اور کمبل اوڑھنے کی تیاری کرنے لگیں۔

"ثروت! تم کیا ابھی سے ست ہو گئی ہو۔ مجھے دیکھو ہر جگہ آتی جاتی ہوں۔ زندہ دل ہوں خوش رہتی ہوں۔"

"خالہ! آپ امیر بھی تو بہت ہیں۔" لیلیٰ نے کہا۔ خالہ ہنس پڑیں۔

"خوش رہنے کا دولت سے کیا تعلق اور پھر یہ دولت میرے کس کام کی دو بیٹے خدا نے دیئے ہیں۔ دونوں ہی ملک سے باہر جا بیٹھے ہیں بس ہر مہینے بڑی بڑی رقمیں آجاتی ہیں۔ اور میں کچھ بینک میں چھوڑ کر ادھر ادھر بانٹ دیتی ہوں۔ اب اس عمر میں نہ اچھا کھا سکتے ہیں نہ ہی پہننے اوڑھنے کے دن ہیں۔ تنہائی سے گھبرا کر ایک ملازمہ رکھ لی ہے جو دن رات ساتھ رہتی ہے بس خود کو بہلانے کے لیے ادھر ادھر آتی جاتی رہتی ہوں۔"

"ہائے خالہ میں نے اس انداز سے تو کبھی سوچا ہی نہیں تھا۔ پھر تو آپ کی زندگی بہت دکھی ہے۔" لیلیٰ نے دلی ہمدردی کے ساتھ کہا تھا۔

"نہیں بیٹی! دکھی کیوں ہونے لگی کیا یہ کم خوش نصیبی ہے کہ اولاد فرمانبردار نکلی ہے، بال بچوں والے ہو کر بھی ماں کو نہیں بھولے۔ فون بھی آتے رہتے ہیں۔ مجھے اپنے پاس بھی بلاتے ہیں۔ ایک بار گئی تھی چھوٹے کے پاس جرمنی توبہ توبہ دو ہی دن میں تو گھبرا کر رہ گئی۔

اے ثروت! تمہارے غسل خانے جتنے دو کمرے تھے، ان لوگوں کے پاس بیٹا اور بہو کام پر چلے جاتے بچے اسکول اور میں گھر میں اکیلی بند لگتا تھا، قیدی بن گئی ہوں رہ رہ کر اپنا وطن اپنا گھر اور تم سب یاد آتے تھے بس جلد ہی واپس بھاگ گی اب جتنا بھی بلائیں تو نہیں جاتی کہہ دیا ہے جس نے مجھ سے ملنا ہے آ کر مل جائے۔"

♥ ♡ ♡ ♥

"احسان صاحب کے ہاں امی تو نہیں گئیں۔ ابو نے بھی مصروفیت کی وجہ سے فون پر ان سے معذرت کرلی۔ دونوں لڑکیاں خالہ حمیدہ کے ساتھ جانے کے لیے تیاریوں میں مصروف تھیں۔

"بیلا باجی! میں اس شاکنگ پنک سوٹ میں کچھ زیادہ ہی اوور تو نہیں لگ رہی۔" لیلیٰ تیسری مرتبہ یہ سوال کر رہی تھی۔

"اگر تم نے یہ بات پوچھی تو میں سر پیٹ لوں گی، بار بار ایک ہی بات اگر اتنا ہی خوف تھا تو پہنا ہی کیوں کوئی اور سوٹ نکال لیتیں۔"

"لڑکیو، اب کتنی دیر ہے۔ میرے تو کپڑوں کی استری یہیں بیٹھے بیٹھے خراب ہونے لگی ہے۔"

"میں تو تیار ہوں خالہ! باجی ہی دیر کر رہی ہیں۔"

"اے لیلیٰ یہ تم ہو۔ ماشاءاللہ چشم بددور کیسی گڑیا سی دکھائی دے رہی ہو۔ یہ رنگ تم پہنا کرو۔ بہت اچھا لگتا ہے تم پر۔"

"چلو اب تو تسلی ہو گئی تمہاری۔" بیلا نے مسکرا کر چھوٹی بہن کی طرف دیکھا۔

جس وقت یہ پہنچیں، کافی مہمان آ چکے تھے اور خوب رونق تھی وہاں، کچھ لڑکیاں ڈھولک لے کر بیٹھی ہوئی تھیں اور بڑے خوبصورت گیت گا رہی تھیں۔

"تم نے دیکھے ہیں ان کے لباس۔ تم سے کہیں شوخ اور بھڑکیلے کپڑے پہن رکھے ہیں انہوں نے۔"

"وہ تو ٹھیک ہے، مجھے پتا ہے ایسے موقعوں پر لڑکیاں بھی بیاہی عورتوں کی طرح تیار ہو کر جاتی ہیں۔ مگر میں چونکہ ہمیشہ سادہ رہتی ہوں تو عجیب سا لگ رہا

ہے۔ یہ سوٹ بھی مجھے پھوپھو نے دیا ہے ورنہ میں ایسے کپڑے بناتی ہی کب ہوں۔"

"لڑکے کی ماں کون سی ہے۔؟" حمیدہ خالہ عمر رسیدہ خواتین کے ایک ٹولے پر نظر دوڑا کر پوچھ رہی تھیں۔

"ان میں سے تو کوئی نہیں۔ وہ مصروف ہوں گی آج ولیمہ کی تقریب ہے اور آج کے دن تو بہت کام ہوتے ہیں۔" پھر وہ لیلیٰ سے بولی۔

"ذرا اٹھ کر ادھر ادھر نظر تو دوڑاؤ اگر آنٹی دکھائی دیں تو بتانا تحفہ بھی دینا ہے اور امی کی معذرت بھی پہنچانی ہے۔"

لیلیٰ دوپٹہ سنبھالتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ تقریب گھر پر تھی اور لیلیٰ اس گھر میں کئی مرتبہ آچکی تھی۔ وہ تلاش میں اندر گئی۔ یہاں احسان صاحب کی بیٹی سے ملاقات ہوگئی اور وہ اس سے باتوں میں لگ گئی۔

"زوباریہ! تم نے ہدیہ کو دیکھا ہے۔" کوئی ادھر آیا تھا۔ اور اس کی آواز پر لیلیٰ نے رخ موڑ کر دیکھا تھا۔ کیوٹیکس لگانے میں مگن زوباریہ نے جو بھی جواب دیا ہو۔ آنے والے نے نہیں سنا وہ تو بس لیلیٰ کو دیکھ رہا تھا اور اس نے گھبرا کر رخ موڑ لیا تھا۔ مگر اب وہ سامنے آکھڑا ہوا اور بولا۔

"یہ ہدیہ بھی عجیب لاپروا لڑکی ہے۔ گاڑی کی چابی دی تھی اسے اور کہا تھا اب غائب نہ ہو جانا۔ میں تیار ہو کر آجاؤں تو لے لوں گا۔"

"حسین بھائی! ہدیہ کو تو میں نے آج صبح سے نہیں دیکھا۔"

"اس کی وجہ صرف اتنی ہے کہ تم سولہ سنگھار میں مصروف ہو ورنہ کچھ دیر پہلے تک تو وہ کہیں دکھائی دے رہی تھی۔"

اس کی نگاہ مجھ پر ہے۔ لیلیٰ نے جھکی پلکوں کے باوجود یہ محسوس کر لیا اور بولی۔

"اچھا زوباریہ! میں باہر بیٹھی ہوں۔" اور ساتھ ہی دروازہ کھول کر باہر آگئی۔

"کون ہے یہ اس کی۔" شاندار پرسنالٹی نے لیلیٰ کو یہ سوچنے پر مجبور کیا۔ وہ مجھے دیکھ تو رہا تھا مگر اس کی نگاہ تیز چبھتی ہوئی نہیں تھی بہت نرمی تھی چہرے پر بھی اور آنکھوں میں بھی۔ "ملیں آنٹی۔؟" بیلا نے اس کے آتے ہی پوچھا۔

"نہیں بس زوباریہ سے ملاقات ہوئی' اس بے چاری کے ساتھ بڑی ٹریجڈی ہوئی ہے۔ اتنا خوبصورت دوپٹہ صبح پریس کرتے ہوئے جل گیا ہے۔ اب وہ اس کوشش میں تھی کہ کسی طرح یوں سیٹ کرلوں کہ جلا ہوا دکھائی نہ دے۔"

"پھر ہو گیا سیٹ۔" دونوں نے گہری ہمدردی لیے ہوئے پوچھا۔ اس نے اثبات میں سرہلایا تو انہیں بھی جیسے اطمینان ہوا۔ کچھ دیر بعد احسان صاحب کی بیگم آکر ان لوگوں سے ملیں پھر لیلیٰ سے بولیں۔

"تم یہاں بیٹھی کیا کر رہی ہو؟ زوباریہ اور نوشی اندر ہیں۔ تم ان کے پاس چلی جاؤ۔ لڑکیوں میں بیٹھو ہنسو بولو۔" پھر کوئی دکھائی دیا تو آواز دے ڈالی۔

"حسین! ذرا ادھر آنا۔"

"جی آنٹی حکم۔" اس نے آنے میں دیر نہیں لگائی۔

"ذرا اس بچی کو اندر چھوڑ آؤ۔ لڑکیوں کے پاس اور بتانا مہمان آچکے ہیں۔ کچھ شرم کرو اور باہر نکلو' صبح سے تیاریوں میں ہلکان ہو رہی ہیں۔"

"آیئے' میں آپ کو اندر چھوڑ آؤں۔" اس نے لفظوں پر زور دے کر کچھ شرارت سے کہا تو آنٹی بولیں۔

"میں نے اس لیے تم سے کہا ہے کہ اب اسے کیا پتا وہ کون سے کمرے گھسی ہوئی ہیں۔"

"آنٹی! میں تلاش کرلوں گی۔" لیلیٰ اس کے ساتھ جانا نہیں چاہ رہی تھی۔

"نہیں نہیں۔ میں چھوڑ آتا ہوں۔ تلاش میں وقت ضائع ہوگا۔ جو کچھ اچھی بات نہیں۔ وقت کی قدر کرنا سیکھیں آپ۔" اس نے جھٹ سے اثبات میں سرہلا دیا۔ وہ اس سے قدم قدم آگے اور لیلیٰ پیچھے چلتی ایک بڑے سے کمرے تک آئے۔ وہ اندر داخل ہوا اور اس سے بولا۔

"اب میری سمجھ میں آرہا ہے انہوں نے اتنی تیاری کیوں کی تھی' آپ کو جو آنا تھا مگر یہ سچ ہے ان کی

محنت ضائع گئی۔"

اس کی بات سن کر لیلیٰ تو سمٹ سی گئی۔ وہ زوبار یہ سے چھوٹی حنا کو آواز دے کر بولا۔

"یہ کچھ مہمان ہیں۔ ڈرے سہمے سے ہیں۔ شاید پہلی بار گھر سے نکلے ہیں۔ تم سنبھالو انہیں۔"

"ہائے لیلیٰ! یہ تم ہو۔" حنا فوراً لپکی۔

"لیلیٰ!" اس نے یہ نام دہرایا پھر حنا سے بولا۔

"پلیز میری بات سنو۔"

"جی حسین بھائی میرے پاس بالکل ٹائم نہیں دیکھیں۔ ابھی میرے بال بھی سیٹ نہیں ہوئے۔"

"پہلے میری بات سنو بہت اہم بات ہے۔"

"ہیں کیا؟" اس نے آنکھیں پٹپٹائیں۔

"باہر آؤ۔" وہ اسے لے کر چلا گیا اور لیلیٰ اجنبی چہروں کے درمیان اکیلی کھڑی ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ سب ہی مصروف تھیں۔ کسی نے اس کی طرف توجہ نہیں دی۔ حنا واپس آئی تو خاصی خوش تھی لیلیٰ کے پاس آکر بولی۔

"آپ کے ابو کا نام لقمان احمد ہے ناں اور بھائی مہران احمد ہیں۔"

"جی ہاں یہی نام ہے۔"

"ہاں مجھے معلوم تو ہے مگر میں خوش اتنی ہوئی ناں ان کی بات سن کر تو سوچا۔ پتا نہیں اتنی زیادہ خوشی میں کہیں غلط ہی نہ بتا گئی ہوں۔"

"کسے بتایا ہے۔" اس نے یونہی پوچھ لیا۔

"کسی کو نہیں وہ بس میری ایک دوست ہے چلو آؤ تمہیں اپنی کزنز سے ملواؤں۔" حنا گول مول سی باتیں کر کے اس کا ہاتھ پکڑے بڑے جوش کے ساتھ سب سے تعارف کروانے لگی۔

"حنا! تم نے حسین بھائی کو تو نہیں دیکھا۔" سترہ اٹھارہ سال کی ایک بے حد پیاری معصوم صورت لڑکی کمرے میں آئی اور ہاتھ میں پکڑی کی رنگ اچھال کر کیچ کرتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"ہدیہ! آؤ میرے ساتھ۔" اسے چھوڑ چھاڑ حنا اس لڑکی کا بازو پکڑے تقریباً کھینچتی ہوئی باہر لے گئی۔ پھر ذرا دیر بعد دونوں واپس آئیں۔ تو نیلے سوٹ والی وہ لڑکی باقاعدہ لیلیٰ سے گلے ملی اور بولی۔

"مجھے پتا ہی نہیں تھا۔ آپ حنا کی فرینڈ ہیں۔" وہ حنا کی فرینڈ ہرگز نہیں تھی بس دو تین بار کی ملاقات تھی مگر تردید کرنا تو کچھ مناسب نہیں تھا مسکرا کر اخلاقی تقاضا نبھایا اور حال پوچھنے لگی۔

"آپ بہت اچھی ہیں۔ بہت خوبصورت۔" لڑکی نے ایک دم سے بڑے صاف لفظوں میں تعریف کر دی۔

"تم بھی بہت پیاری بہت معصوم سی ہو۔"

"ہونہہ! معصوم۔ چار بھائیوں کی اکلوتی بہن ہے لاڈلی اور خودسر۔" حنا نے فوراً اصلیت سے آگاہ کیا۔

"آئیں میں آپ کو اپنی امی سے ملواؤں۔" لڑکی کی یہ بات کچھ عجیب سی تھی بھلا امی سے ملنے کا کیا مطلب مگر اس کے خلوص کو دیکھتے ہوئے اس نے انکار نہیں کیا۔ ہدیہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑے لوگوں کے درمیان سے تیزی سے گزرتی رہی اور ساتھ ساتھ امی کی تلاش بھی جاری رہی۔ آخر وہ اسی لڑکے ساتھ نظر آگئیں جسے حسین کے نام سے پکارا جا رہا تھا۔

"امی!" ہدیہ نے کچھ دور سے پکار کر متوجہ کیا۔ دونوں ادھر دیکھنے لگیں۔ حسین کی آنکھوں کی چمک نے لیلیٰ کو پلکیں جھکانے پر مجبور کر دیا۔

"یہ لڑکی آپ کو کیسی لگ رہی ہے۔؟" اس نے سرگوشی میں ماں سے سوال کیا۔

"بہت اچھی ہے۔" ماں نے کہا تو بولا "میرا بھی یہی خیال ہے۔"

"اوہ تو تمہارا مطلب ہے یعنی کہ تم راضی ہو۔" ان کی آواز میں چھلکتی خوشی کو محسوس کر کے وہ ہنسا اور جواب میں کچھ بھی کہے بغیر وہاں سے چلا گیا۔

"امی یہ۔؟" ہدیہ لیلیٰ کے ساتھ ان کے قریب پہنچ چکی تھی مگر ماں نے اس کی بات سنی ہی نہیں لپک کر لیلیٰ کو گلے سے لگا لیا اور بولیں۔

"کیسی پیاری بچی ہے۔ بیٹا کیا نام ہے آپ کا؟۔" ان لوگوں کا جوش اور محبت کا والہانہ انداز لیلیٰ کو بے حد حیران کر رہا تھا۔

"آپ کے گھر والے بھی ساتھ آئے ہوں گے۔" پہلے سوال کا جواب نہیں ملا خاتون نے اگلا سوال کر دیا۔

"جی میری باجی اور رشتے کی نانی میرے ساتھ ہیں۔"

"چلو آؤ پھر ان کے پاس چل کر بیٹھتے ہیں۔"

"آنٹی! کیا آپ میری فیملی کو جانتی ہیں؟۔"

"نہیں مگر میں ان سے ملنا چاہتی ہوں۔ یقیناً" اتنی اچھی بیٹی کے گھر والے بھی بہت اچھے ہوں گے۔"

"امی! میری بات سنیں ذرا ادھر آئیں۔ بس تھوڑی سی دیر کے لیے۔" ہدیہ انہیں یہ بتانا چاہتی تھی کہ یہ لڑکی آپ کے لاڈلے نازک مزاج بیٹے کو پسند آگئی ہے۔ یہ نہیں معلوم تھا بھائی خود ہی بات ماں پر واضح کر گیا ہے۔

انہوں نے بیٹی کی بات پر توجہ نہیں دی۔ لیلیٰ کے ساتھ بیلا اور حمیدہ خالہ کے پاس آئیں اور ہدیہ انہیں بتانے کو بے چین لیلیٰ سے ادھر کی ادھر باتیں کرتی رہی۔ تقریب کے اختتام پر ہدیہ کی والدہ ان سے کافی معلومات لے چکی تھیں۔ اب ہدیہ کو بھی اطمینان تھا گھر کا ایڈریس امی نے لے لیا ہے' میں گھر جا کر انہیں بھائی کی رائے سے آگاہ کردوں گی۔ پھر امی ان کے گھر جا کر بات کرلیں گی۔

♥ ♡ ♡ ♥

یہ تقریب کے تیسرے دن کی بات تھی بیلا کو آج واپس جانا تھا وہ پیکنگ میں مصروف تھی اور خاصی اداس تھی۔ حمیدہ خالہ کا بھی واپسی کا پروگرام تھا۔ لیکن ان سب نے روک لیا تھا۔ وہ بھی اپنے گھر میں اکیلی ہوتی تھیں بس فکر تھی تو اپنے لگائے ہوئے پودوں کی' ملازم پانی تو دے دیتا ہوگا مگر جیسی دیکھ بھال میں کرتی ہوں کوئی دوسرا نہیں کرسکتا۔"

"خالہ اگر صرف پودوں کی وجہ سے اداس ہیں تو میں روزانہ ایک گھنٹے کے لیے آپ کو اکیلے گھر چھوڑ آیا کروں گا۔" مہران کی اس آفر پر انہوں نے حیرت کا اظہار کیا اور بولیں۔

"سچ کہو' یہ تم ہی کہہ رہے ہو۔"

"ارے خالہ! اب اتنا بھی برا نہیں ہوں' مشہوری زیادہ ہوگئی ہے۔"

"اب تو تمہاری بات پر پورا یقین ہے۔"

"کوئی مہمان آئے ہیں بیگم صاحبہ۔" ملازمہ نے آکر بتایا۔

"ڈرائنگ روم میں بٹھاؤ مہران کے دوست ہوں گے۔" ثروت کے کہنے پر اس نے نفی میں سر ہلایا اور بولی۔

"وہ خواتین ہیں۔ دو بڑی عمر کی اور ایک لڑکی ہے۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔ میں آرہی ہوں۔" وہ حمیدہ خالہ کو ساتھ لے کر باہر آگئیں۔

"آئیں۔ ہم بھی دیکھ کر آتے ہیں۔" لیلیٰ نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے تجسس کے ساتھ کہا۔

"کون ہو سکتا ہے' یہی آس پڑوس کا کوئی ہوگا تمہیں تو باتیں کرنے کا چسکا ہے چاہے سامنے کوئی بھی ہو۔" مہران نے خاصی سنجیدگی سے کہا لیلیٰ کو پھر سے بیٹھنا پڑا۔ مگر بیلا اٹھ کر ڈرائنگ روم میں چلی گئی۔

"ہر وقت بچی مت بنی رہا کرو' اپنی عمر دیکھو اور حرکتیں دیکھو۔ کوئی کام ہے جو تم ڈھنگ سے کرسکتی ہو۔ آتا کیا ہے صرف باتیں کرنا شاپنگ کرنا اور اچھل کود۔" ایسے الزامات سن کر لیلیٰ کا دل تو بہت برا ہوا مگر مہران سے کچھ کہنا شامت بلوانے کے مترادف تھا۔ وہ یہاں سے اٹھنے کے لیے کوئی مناسب سا بہانا سوچنے لگی۔ مہران نے ٹی وی لگا لیا اور چینل سلیکٹ کرنے لگا۔

"لیلیٰ دیکھو۔ کون آیا ہے۔" بیلا کی چہکتی ہوئی آواز پر لیلیٰ کے ساتھ ساتھ مہران نے بھی مڑ کر دیکھا۔ پہلی نظر تو غیر ارادی تھی مگر پھر دوسری بار اس نے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر دیکھا تھا وہ لڑکی لیلیٰ سے گلے مل رہی تھی اور اس کا چہرہ مہران کی طرف تھا وہ کہہ رہی تھی۔

"میں تو اسی دن یہاں آنا چاہ رہی تھی جس دن آپ سے ملاقات ہوئی تھی' لیکن امی کہنے لگیں اتنی جلدی جانا کچھ مناسب نہیں لگتا بتا نہیں سکتی یہ دن میں نے کس کاٹے ہیں' سچی ہر وقت نگاہوں کے سامنے آپ

کی صورت ہی رہتی تھی جی چاہتا تھا اڑ کر آپ کے پاس پہنچوں۔" ایسی باتیں اتنی محبت کمال ہے ایک بار کی ملاقات میں محترمہ کا یہ حال ایسی مقناطیسی صورت تو نہیں رکھتے ہم۔" لیلیٰ نے اسے خود سے الگ کرتے ہوئے کافی حیرت کے سے عالم میں اس کی شکل دیکھی اور بولی۔

"میں بھی آپ کو بہت یاد کرتی تھی۔"

"ہیں سچی؟ کھائیں میری قسم۔" اور مہران کے لبوں پر بھی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"تم آئیں ڈرائنگ روم میں بیٹھتے ہیں۔" بیلا نے مہران کی مسکراہٹ نہیں دیکھی تھی وہ اس کے ڈسٹرب ہونے کے خیال سے دونوں لڑکیوں کو یہاں سے لے جانا چاہ رہی تھی۔

"ڈرائنگ روم میں تو بزرگ اپنی باتیں کر رہے ہیں۔"

"ہم یہیں ٹھیک ہیں۔"

"بیلا باجی! چائے کا کپ میرے کمرے میں بھجوا دیجیے گا۔" مہران کی آواز پر ہدیہ اس کی جانب متوجہ ہوئی گھبرا کر سلام کیا اور ایک دم سے خاموش سی ہو کر ذرا پیچھے ہٹ گئی۔

"چائے کے ساتھ سموسے بھی بھجوا دوں۔"

"نہیں صرف چائے۔" اس کا گمبھیر لہجہ' لمبا قد' چوڑے شانے اور چہرے پر چھائی گہری سنجیدگی۔ ہدیہ متاثر تو ہوئی مگر گھبرائی زیادہ' وہ ان کے خاندان کے مردوں سے خاصا مختلف تھا۔ اس کے چار بھائی تھے عمران اور کامران تو خیر ابھی چھوٹے تھے۔ حسین بھائی' عمیر بھائی اور ابو سب ہی نرم لہجے میں بات کرنے والے اچھے قدبت کے مرد تھے مگر مہران کا نپا تلا سنجیدہ لہجہ اسے ایسے مردوں سے تو بات کرتے بھی ڈر لگتا تھا کیا پتا ہماری بات اچھی نہ لگے تو ایک ہاتھ ہی جڑ دیں۔ وہ جا چکا تھا ہدیہ ابھی تک خاموش کھڑی تھی۔

"یہ میرے بھائی ہیں' اکلوتے بھائی مہران احمد۔" لیلیٰ نے بتایا تو وہ سوچ سے باہر آئی اور مسکرا کر اثبات میں سر ہلا دیا۔ بیلا چائے بنانے چلی گئی تھی' ہدیہ بڑی بے تکلفی سے لیلیٰ کے ساتھ باتیں کرتی رہی۔ بیلا نے چائے بنائی تو پہلے ایک کپ بھائی کے کمرے میں بھجوایا پھر مہمانوں کو پیش کی۔

"سموسے بہت مزے دار ہیں۔ آپ بھی تو لیں ناں۔" ہدیہ مہمان ہو کر میزبانی کے فرائض انجام دینے لگی تھی۔

"نہیں شکریہ۔ میں سموسے زیادہ شوق سے نہیں کھاتی۔"

"آ۔ اچھا میرے حسین بھائی کو بھی سموسے پسند نہیں۔" بے پناہ خوشی کے ساتھ یہ اطلاع دی گئی لیلیٰ نے کچھ الجھ کر دیکھا تو ہنس پڑی اور بولی۔

"یہ بہت عجیب بات ہے کہ سموسے تو سب ہی کو پسند ہوتے ہیں اور پھر اتنے مزے دار۔"

"یہ میری خالہ نے بنائے ہیں۔ وہ ہیں تو میری امی کی خالہ مگر ہم سب بھی انہیں خالہ کہتے ہیں۔" چائے سرو کرنے کے بعد بیلا ادھر آ گئی اور بولی۔

"لیلیٰ جو کام تمہارا تھا۔ وہ میں کر آئی ہوں امی تمہارا پوچھ بھی رہی تھیں۔ آنٹی کہنے لگیں دونوں لڑکیاں باتیں کر رہی ہیں۔ کرنے دو یہاں ہم بزرگوں میں بیٹھ کر کیا کریں گی۔" یہ لوگ کافی دیر بیٹھیں اور جب اجازت لے کر جانے کو اٹھیں تو لیلیٰ نے بڑے خلوص سے کہا۔

"آپ لوگ دوبارہ بھی ضرور آیئے گا۔" اس کی بات پر نہ صرف وہ لوگ بلکہ گھر کی خواتین بھی ہنس پڑیں۔

"بہت اچھے لوگ ہیں۔" ان کے جانے کے بعد بیلا نے لیلیٰ سے کہا۔

"ہاں وہ لڑکی ہدیہ مجھے بہت اچھی لگی۔ پکی دوستی ہو گئی اس کے ساتھ۔"

"پتا ہے وہ لوگ کیوں آئے تھے؟۔" بیلا کے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ اور آنکھوں میں شرارت تھی لیلیٰ ٹھٹکی۔

"چار بھائی ہیں ہدیہ کے۔ دو ابھی چھوٹے ہیں۔ دو ہدیہ سے بڑے ہیں اور جو سب سے بڑے ہیں ان کا نام حسین ہے' آج کل یہ لوگ ان ہی حضرت کے لیے دلہن کی تلاش میں ہیں احسان انکل کے ہاں انہوں

نے تمہیں دیکھا اور پسند کرلیا۔"

"کس نے؟" اسے حسین کی پر شوق نگاہیں یاد آگئیں اور بے ساختہ ہی کہہ بیٹھی۔

"ہدیہ اور اس کی امی نے اور کس نے کیوں تم کیا سمجھ بیٹھی ہو۔"

"کچھ نہیں۔" وہ ٹالنے کے انداز میں بولی۔

"خالہ! یہ خاتون مجھے بہت اچھی لگیں بیٹے کی تصویر لے کر آئی تھیں وہ بھی بڑا خوبصورت ہے پھر پڑھا لکھا اور اچھی پوسٹ والا ہے وہ لوگ اتنی چاہ سے مانگ رہے ہیں۔ میں تو سوچ میں پڑ گئی ہوں۔"

"جب سب کچھ پسند ہے تو پھر سوچ میں پڑنے کی کیا بات ہے۔"

"اصل میں، میں ابھی لیلیٰ کی شادی کرنا نہیں چاہتی۔ وہ تعلیم تو مکمل کرلے پہلے۔"

"میرے خیال میں ثروت! تم پہلے ان لوگوں کے گھر ہو آؤ لڑکے کی تصویر دیکھنا ہی کافی نہیں ہے اس سے ملو بات چیت کرو اگر یہ رشتہ ہر لحاظ سے مناسب لگے تو پھر انکار کرنا بے وقوفی کے سوا اور کچھ نہیں ہوگا۔ مجھے تو یہ خاتون بہت اچھی لگیں لیلیٰ کو اگر ایسی سلجھی ہوئی ساس مل گئی تو زندگی اچھی گزر جائے گی۔"

"ٹھیک ہے پھر میں مہران اور اس کے والد سے بات کرلوں۔"

"ان کے ابا کی تو خوب کہی تم نے۔ ان کا تو یہی جواب ہوگا ثروت بیگم جو تم مناسب سمجھو کرلو۔ ہاں مہران سے بات کرلو بلکہ میرا خیال ہے جب لڑکا دیکھنے ان لوگوں کے ہاں جاؤ تو اسے ساتھ لے جانا لڑکے سے بات چیت کرکے اس کی عادات کا اندازہ لگالے گا۔"

"مہران تو گھر پر ہے، اس سے ابھی بات کرلیتے ہیں۔" انہوں نے بیلا سے کہہ کر مہران کو بلوالیا ساری بات اس کے سامنے رکھی تو بولا۔

"بظاہر تو رشتہ ہر لحاظ سے معقول دکھائی دیتا ہے میرا خیال ہے، ہمیں ان کے ہاں ہو آنا چاہیے۔"

"میں بھی چلوں گی امی۔" بیلا نے کہا۔

"اور وہ تمہارا میاں جو تمہیں لینے آرہا ہے۔ اسے کیا جواب دو گی۔"

"آپ لوگ ابھی تھوڑی جا رہے ہیں، چند روز بعد ہی جائیں گے، میری سسرال میں آکر مجھے ساتھ لے جایئے گا، پلیز امی انکار نہیں۔"

"میں تمہاری سسرال نہیں آؤں گا۔" مہران نے صاف کہہ دیا۔

"تم اندر مت آنا۔ گاڑی میں بیٹھے رہنا۔"

"نہیں بس جب ہم نے جانا ہوگا، ایک روز پہلے فون کردیں گے ادھر آجانا۔"

"لو بھلا وہ اتنی جلدی پھر آنے کی اجازت دیں گے۔ تم آجانا لینے کے لیے۔"

"سوچ لو پھر تمہاری ساس یا کسی نند کو کچھ کہہ دیا ان کی فضول باتوں کے جواب میں تو مجھے الزام مت دینا۔"

"اے ناں بھئی، تم تو ادھر کا رخ نہ ہی کرو تو بہتر ہے۔" خالہ حمیدہ نے کچھ ہلکے پھلکے سے انداز میں کہا اور پھر بیلا سے بولیں۔

"میں ان لوگوں کے ہاں سے واپسی پر تمہیں فون کروں گی اور ایک ایک بات تفصیل سے بتادوں گی۔"

"ہائے کیسی مجبور ہوجاتی ہیں ہم لڑکیاں بھی شادی کے بعد، اپنی مرضی سے کچھ کر ہی نہیں سکتیں۔" بیلا آہ بھر کر سر جھکائے بیٹھ گئی۔

"کیا ضرورت ہے ساس نندوں سے اتنا ڈرنے کی، وہ ایک سنائیں تم دس سنایا کرو۔"

"یہ تربیت نہیں دی ناں ہماری امی نے ہمیں، سچی کبھی کبھی تو جی چاہتا ہے۔ میں بھی ان پڑھ جاہل عورتوں کی طرح ہاتھ نچا کر خوب سناؤں مگر ایسا مزاج ہی نہیں، میں ان کی اتنی سن کر بھی کچھ نہیں کہہ سکتی۔" بیلا کی آواز بھرا گئی۔ مہران نے معمول سے ہٹ کر آج کچھ نہیں کہا وہ کچھ سوچنے لگا تھا۔

♥ ♡ ♡ ♥

امی، مہران اور حمیدہ خالہ لڑکے کو دیکھنے ان لوگوں کے ہاں گئے تھے لیلیٰ کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔ ہدیہ کے بھائی کو وہ اچھی طرح دیکھ چکی تھی اور اس کی پسندیدگی بھی واضح تھی اور لیلیٰ کو بھی وہ بہت اچھا لگا تھا۔ نرم رو، خوش مزاج، اچھی صورت والا، اب پتا

نہیں یہ لوگ کس رائے کے ساتھ واپس آتے ہیں۔ خدا کرے انہیں پسند آجائیں یہ دعا مانگ کر وہ خود ہی شرما گئی اور سر جھٹک کر ہنس پڑی۔

ان لوگوں کی واپسی خاصی لیٹ ہوئی، کن اکھیوں سے ان کے چہروں کو دیکھ کر وہ اندازہ لگانے کی کوشش کرتی رہی مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ "اف کیا مصیبت ہے جس کا رشتہ دیکھنے گئے۔ اسے کچھ بتائیں گے بھی نہیں۔ عجیب رسم و رواج ہیں ہمارے بھی، کاش بیلا باجی بھی ان کے ساتھ گئی ہوتیں تب میں بڑی آسانی سے ان سے سب معلوم کر سکتی تھی۔

جس وقت وہ ابو کو دودھ کا گلاس دینے ان کے کمرے میں آرہی تھی تو اندر سے آتی آوازوں نے اس کے قدم روک لیے یقیناً ان ہی لوگوں کے بارے میں بات ہو رہی تھی۔ امی اور خالہ بڑھ چڑھ کر تعریفیں کر رہی تھیں اور لیلیٰ کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی جاتی تھی۔

"اس کا مطلب ہے وہ لوگ دوبارہ آئیں تو ہاں کر دی جائے" ابو نے رائے لی۔

"مگر ایک شرط کے ساتھ۔" یہ مہران کی آواز تھی اور لیلیٰ کی دھڑکن تھم سی گئی۔

"کیسی شرط؟" سب ہی نے حیران ہو کر کہا تھا۔

"یہی کہ بدلے میں انہیں اپنی بیٹی دینا ہو گی۔"

"مگر ان کی بیٹی تو لیلیٰ سے بھی چھوٹی ہے، پڑھ رہی ہے اور پھر ان کی ایک ہی بیٹی ہے۔ بہت لاڈلی ہے۔ وہ اتنی جلدی اس کی شادی تو وہ ہرگز نہیں کریں گے۔"

"آپ خود سے مفروضے مت قائم کریں بات کریں ان سے اگر انہیں یہ شرط منظور ہے تو ٹھیک ہے ورنہ دوسری صورت میں ہماری طرف سے صاف انکار ہے۔"

"دیکھا مہران کے ابا! آپ نے۔" امی روہانسی ہو گئیں۔ ابو نے مہران سے اس شرط کی وجہ پوچھی اور اس نے ساری بات دہرا دی اس کی بات سن کر وہ خاموش ہی رہے۔

"آپ کچھ کیوں نہیں کہتے اسے۔"

"کیا کہوں ایک لحاظ سے یہ درست بھی ہے بیلا کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے، اس کا مجھے بے حد دکھ ہے۔ میری پیاری بچی اتنے ظلم سہ رہی ہے اور میں کتنا بے بس ہوں۔ کچھ کر بھی نہیں سکتا اب ایسا ہی لیلیٰ کے ساتھ ہوا یہ میں برداشت نہیں کر سکوں گا۔"

"آپ بھی ایسا سوچ رہے ہیں۔" امی حیرت سے گویا ہوئیں۔

"بس امی! اب اس پر بحث فضول ہے آپ میری بات ان تک پہنچا دیں اگر راضی ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ ہمیں کوئی ایسی مصیبت نہیں پڑی ہوئی لیلیٰ کے لیے رشتے بہت ہیں، وہ کوئی دوسرا گھر دیکھ لیں۔"

جب حسین کی امی نے دوسرے دن فون کیا تو امی نے اپنی شرط کچھ ہچکچاہٹ کے ساتھ ان کے سامنے رکھ دی۔ وہ سن کر خاموش ہو گئیں۔

"کیا آپ کو ہماری شرط منظور نہیں۔" امی نے پوچھا۔

"میں کچھ کہہ نہیں سکتی۔ گھر میں سب سے بات ہو گی اور جو بھی سب کا متفقہ فیصلہ ہو گا اس سے آپ کو آگاہ کر دوں گی۔ مگر ایک بات ضرور کہوں گی لیلیٰ صرف میری ہی نہیں میرے بیٹے حسین کی بھی پسند ہے اور میں بہت خوش تھی کہ اتنی اچھی لڑکی بس کچھ ہی عرصے میں ہماری بن کر ہمارے گھر آجائے گی مگر آپ نے بدلے میں رشتہ مانگ کر مجھے فکر مند کر دیا۔ میری ہدیہ ابھی صرف ایف ایس سی میں ہے وہ بہت لائق لڑکی ہے پڑھنا چاہتی ہے۔"

"پڑھائی تو شادی کے بعد بھی ہو سکتی ہے، یقین کریں بہن! مجھے آپ کا گھرانہ بہت پسند آیا ہے آپ کے سارے بچے بہت اچھے ہیں، حسین اور ہدیہ کو اپنا کر ہم بہت خوشی اور فخر محسوس کریں گے۔ آپ نے فون کیا تو میں نے بھی بہن سمجھ کر ابھی یہ بات آپ سے کہہ دی ورنہ تو میں آج شام باقاعدہ رشتہ لے کر آنے والی تھی۔"

♥ ♡ ♡ ♥

ہدیہ کا رشتہ مہران کے لیے، وہ لوگ تذبذب تھے۔

"ایک ہی بہن ہے ہماری ادلے بدلے کا رشتہ مناسب نہیں۔" عمیر سب سے پہلے بولا تھا۔ جبکہ

حسین خاموش تھا۔ کتنی لڑکیاں دکھائی تھیں امی اور بہن نے، لیکن کوئی بھی اس کے خیالی پیکر پر پوری نہیں اتری تھی۔ مگر یہ لیلیٰ یہ تو بالکل اس کے آئیڈیل کے مطابق تھی۔ وہ کتنا خوش تھا اسے یقین تھا رشتہ منظور ہو جائے گا مگر یہ کیا شرط رکھ دی ان لوگوں نے وہ اندر ہی اندر جھنجھلاہٹ کا شکار خاموش بیٹھا ان سب کی باتیں سن رہا تھا۔

"ویسے وہ لوگ ہیں خاصے معقول۔" ابو نے رائے دی اور حسین نے دل میں مکمل اتفاق کیا۔

"اماں! آپ کی کیا رائے ہے۔؟" حسین کی والدہ کی اپنی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا ساس سے رائے لی۔

"لوگ تو واقعی وضع دار اور شریف ہیں۔ آج کل کے زمانے میں ایسے لوگ ملتے کہاں ہیں اور وہ لڑکا مہران، سچ پوچھو جب وہ حسین کو دیکھنے ہمارے ہاں آئے تھے۔ تب ہی مجھے بڑا اچھا لگا تھا ایسا قد کاٹھ چہرے پر ایسی متانت اور سنجیدگی باتیں عقل و ذہانت سے پر، میں تو اسے دیکھے جا رہی تھی اور سوچ رہی تھی ایسے جوان آج کل زمانے میں تو ناپید ہو گئے ہیں ہاں ہمارے وقتوں میں ضرور ایسا قد بت اور رکھ رکھاؤ دیکھنے کو ملتا تھا۔"

"تو آپ کو لڑکا پسند ہے۔"

"ہاں مگر یہ ادلے بدلے کا رشتہ کچھ ٹھیک نہیں لگتا۔"

"لڑکا بھی پسند ہے، لڑکی بھی بہت اچھی لگی ہے پھر کریں تو کیا کریں۔" حسین کے والد نے ان سب کو گومگو کی کیفیت میں دیکھ کر جھنجھلا کر کہا۔

"آپ کی کیا رائے ہے اس سلسلے میں؟۔" ہدیہ کی امی اب شوہر سے مخاطب تھیں۔

"کتنی مرتبہ رائے لو گی۔ ہدیہ ابھی چھوٹی بھی تو ہے۔ تو پھر جواب دے دو۔"

"کتنی سہولت سے کہہ دیا۔ جواب دے دو۔ اتنا اچھا لڑکا روز روز تھوڑی ملتا ہے۔"

"پھر خود ہی بتا دو۔ آخر چاہتی کیا ہو۔" سب کے ہنسنے پر امی کچھ شرمندہ ہو گئیں۔

"میری تو سمجھ میں ہی نہیں آرہا ہے۔ دوہرا رشتہ ڈال کر انہوں نے عجیب مخمصے میں ڈال دیا ہے۔ کب تک جواب لینے آئیں گے وہ لوگ۔"

"اماں! جواب لینے تو ایک ہفتہ بعد آئیں گے مگر فون پر تو بات ہوتی رہتی ہے شاید وہ کل ہی فون کریں اور باتوں باتوں میں عندیہ لینے کی کوشش تو کریں گی۔"

"میرا خیال ہے کچھ دن تک آنا جانا رکھو اگر ہر لحاظ سے مناسب لگے تو رشتہ کر دیں گے۔" ابو کی بات پر امی نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا اور باقی سب بھی مطمئن دکھائی دینے لگے۔ مہران نے تو اپنی بات رکھنے کو رشتہ دیا تھا وہ لوگ انکار کر دیتے تو بھی اسے فرق نہیں پڑتا تھا لیلیٰ کم عمر، خوبصورت اور کھاتے پیتے گھرانے کی لڑکی تھی۔ اسے ایک سے ایک اچھا رشتہ مل سکتا تھا اور ساتھ میں مہران شرط رکھ سکتا تھا۔ لیکن حسین کی حالت کافی پتلی تھی۔ ایک طرف بہن کا خیال جو اکلوتی اور بہت لاڈلی تھی اور دوسری طرف اپنی محبت کبھی وہ سوچتا ان لوگوں کو ایسی بات نہیں کہنی چاہیے تھی پھر خیال آتا آخر اس میں حرج ہی کیا ہے، ان کا گھرانہ بھی بہت اچھا ہے اور ہم لوگ بھی لڑائی جھگڑوں میں پڑنے والے نہیں ہیں۔ اگر دونوں رشتے ہو جائیں تب بھی کوئی مسئلہ جنم نہیں لے گا۔

حسین کی والدہ کو بیٹے کی پسند کا پورا احساس تھا۔ دوسری طرف انہیں اور ان کی ساس کو مہران بھی اچھا لگا تھا۔ اس لیے وہ لوگ کئی بار ان کے ہاں آچکے تھے۔ لیلیٰ کی امی ان کی طرف سے جواب کی منتظر تھیں اور خود لیلیٰ بھی دھڑکتے دل کے ساتھ ان سے ملتی تھی۔ پتا نہیں بیل منڈھے چڑھے گی یا نہیں۔ مہران بھائی نے بات ہی ایسی کر دی ہے خیر وہ جو بھی کر رہے ہیں میرے تحفظ کی خاطر ہی کر رہے ہیں۔ اگر ان کے دل صاف ہیں تو انہیں انکار نہیں ہونا چاہیے۔"

اور آخر حسین کی والدہ نے ان کی بات قبول کر کے دونوں رشتوں کے لیے ہامی بھرلی۔ حسین نے لیلیٰ کو فون کر کے مبارک باد دی۔ اپنی بے تابیوں کے بارے میں بتایا اور مستقبل کے بارے میں بہت خوبصورت باتیں کیں۔ جبکہ مہران کی طرف سے ایسا کچھ نہیں

تھا۔ وہ پہلے کی طرح اب بھی ہدیہ کے امی ابو سے سرسری انداز میں ملا تھا۔ ادھر ہدیہ خوشی کے ساتھ ساتھ کچھ خوفزدہ بھی تھی۔ بے شک مہران کی پرسنالٹی نظرانداز کرنے والی نہیں تھی مگر اس کے چہرے اور اس کے لہجے میں کھردرا پن تھا۔ وہ بہت سخت دکھائی دیتا تھا۔

♥ ♡ ♡ ♥

ہدیہ تو بڑی لاڈلی رہی تھی۔ شروع سے کبھی کسی نے سخت لہجے میں اس سے بات نہیں کی تھی۔ ”پتا نہیں وہ کیسے ہوں گے۔ کہیں بہت زیادہ غصیلے نہ ہوں۔“ اس کا دل بے چین سا تھا۔ حسین بھائی نے لیلیٰ بھابھی سے فون پر بات کی تھی۔ انہیں مبارک باد دی تھی تو وہ بھی مہران کے فون کا انتظار کرنے لگی تھی۔ مگر ایسا نہیں ہوا ادھر سے کوئی فون نہیں آیا اور اس کا دل ایک نامعلوم خوف میں جکڑا گیا۔ آخر انہوں نے بدلے میں میرا رشتہ کیوں طلب کیا۔

دونوں طرف شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں، امی لیلیٰ کی طرف جاکر اسے ساتھ لے لیتیں تاکہ بری اس کی پسند کے مطابق بن سکے اکثر حسین بھائی بھی ساتھ ہو لیتے۔ مگر ہدیہ کو جب بھی یہ لوگ اپنے ساتھ بری کی شاپنگ کرانے لے کر گئیں۔ مہران کبھی بھی ساتھ نہیں آیا۔ اپنے بھائی کی خوشی اور شوق دیکھتی تو اسے مہران کا انداز بہت کھلنے لگتا۔ دل میں کئی وسوسے جنم لیتے مگر وہ یہ سب کسی سے کہہ نہیں سکتی تھی۔

منگنی کے بعد لیلیٰ کے چہرے پر کیسا نکھار آگیا تھا اور حسین بھائی کتنے خوش دکھائی دیتے تھے اور روزانہ لیلیٰ کو فون کرتے پتا نہیں کیا باتیں ہوتی تھیں ان کے درمیان ہدیہ تو بس یہ دیکھتی فون کرنے کے بعد حسین بھائی کے ہر انداز میں شوخی نمایاں ہوتی مزاج کا تو پہلے بھی بہت اچھا تھا مگر اب تو بات ہی اور تھی۔

ہدیہ بجھی بجھی سی تھی۔ کئی بار اس کا دل چاہتا وہ لیلیٰ سے پوچھے آخر آپ لوگوں نے بدلے میں میرا رشتہ کیوں طلب کیا۔ مگر پھر کچھ سوچ کر خاموش ہو رہتی۔

شادی کے دن قریب آرہے تھے۔ پہلے انہیں بارات لے کر جانا تھا اور جس روز حسین کا ولیمہ تھا۔ اس روز ہدیہ کو رخصت ہونا تھا اسے افسوس تھا وہ بھائی کی بارات میں بھی نہیں جاسکتی تھی۔ حسین بھائی کس قدر خوش تھے کیا مہران کا بھی یہی حال ہوگا۔ حسین نے اپنا کمرہ لیلیٰ سے پوچھ کر اس کی پسند کے مطابق خود سیٹ کیا تھا۔ وہ سب دیکھتی رہی۔ ایک خوف اس کے گرد جال بننے لگا اسے لگا وہ مہران کو زبردستی سونپی جا رہی ہے۔ ورنہ اسے اس کی نہ پروا ہے نہ خیال ہائے میں کیسے رہوں گی وہاں اپنوں سے دور ان سب پیار کرنے والوں کو چھوڑ کر اس کا دل بھر آیا۔ وہ دادی کی گود میں چہرہ چھپا کر رونے لگی۔

”تمہیں کیا ہوا ہے بچی؟“ اتنے دنوں سے تو وہ ضبط کر رہی تھی۔ کسی کے سامنے ایک آنسو نہیں بہایا، آج جو یوں روئی تو وہ پریشان ہو گئیں۔

”دادی! میں پرائی ہو جاؤں گی، پھر میری زندگی پر میرا کوئی اختیار نہیں رہے گا۔ پتا نہیں وہ مجھے آپ سے ملنے بھی دیں یا نہیں۔“

”میری پیاری بچی۔“ دادی بھی آبدیدہ ہو گئیں۔ مگر جلد ہی اپنی کیفیت پر قابو پالیا۔

”ایسا کیوں سوچتی ہو، ہم نے پوری طرح دیکھ بھال کے بعد ہی رشتہ طے کیا ہے۔ تم وہاں خوش رہو گی تمہاری ساس ثروت بیگم بہت سمجھ دار اور بہت نیک فطرت کی عورت ہیں۔“

”نہیں دادی! میں ان کی بات نہیں کر رہی۔“ اس کے آنسو تواتر سے بہنے لگے۔

”سسر تو بہت ہی بھلے مانس ہیں۔ تمہاری ساس بتاتی ہیں۔ وہ بہت خاموش طبع ہیں صرف اپنے کام سے کام رکھتے ہیں۔“

”دادی! میں نے ان کے بارے میں تو کچھ نہیں کہا۔“

”تو پھر اس گھر میں ہے ہی کون؟ بیلا اپنے گھر کی ہے۔ اور لیلیٰ تو ہماری اپنی بچی ہے باقی رہا مہران۔“ وہ اتنا کہہ کر ہنس پڑیں پھر بولیں ”بہت ذہین اور سمجھ بوجھ والا مرد ہے وہ سچ پوچھو میں نے پہلی بار اسے دیکھا تو دعا کی تھی۔ کوئی ایسا ہی میری ہدیہ کا نصیب بنے، میں تو

کہوں گی خدا نے میری دعا سن لی اور ان لوگوں نے رشتہ ڈال دیا۔"

"دادی! یہاں میں سب کی اتنی لاڈلی ہوں۔ کبھی کسی نے مجھے ڈانٹا نہیں سخت بات نہیں کی۔"

"بیٹیاں لاڈلی ہی ہوا کرتی ہیں' یہ تو دنیا کا دستور ہے۔ لڑکی کو والدین کا گھر چھوڑ کر پرائے گھر جانا ہوتا ہے' اور پھر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے ہدیہ جان! کہ وہ گھر اس گھر سے زیادہ اپنا ہو جاتا ہے۔"

"نہیں نہیں دادو! میں تو اس گھر کو' یہاں ملنے والی محبتوں کو کبھی نہیں بھلا سکتی۔"

"اچھا اب رونا چھوڑو۔ لڑکیاں ڈھولک رکھ کر بیٹھ گئی ہیں۔ تم تو اکلوتی بہن ہو' ہر رسم میں تمہیں سب سے آگے ہونا چاہیے۔"

"یہ جو آپ نے ساتھ میں میری شادی کی تاریخ رکھ دی ہے یہ اچھا نہیں کیا میں تو ٹھیک سے شریک بھی نہیں ہو پا رہی۔"

"چلو کوئی بات نہیں ابھی اللہ رکھے تمہارے تین بھائی اور بھی ہیں ان کی شادیوں پر تم جی بھر کر ارمان نکال لینا۔"

"شادی کی تاریخ کچھ روز بعد کی رکھ لیتے۔"

"کیسے رکھ لیتے' یہ مہران کی خواہش تھی۔"

"ان کی ہر بات ماننا ضروری ہے کیا؟" اس نے کچھ چڑ کر کہا۔

"اوں ہوں۔ ایسے نہیں کہتے' اچھی لڑکیاں شوہر کی ہر بات مانتی ہیں۔"

"تو ابھی شوہر تھوڑا ہی ہیں۔"

"اچھا جاؤ۔ سہیلیوں میں بیٹھو۔ ہنسو کھیلو۔ کیوں خوامخواہ کے وسوسے پال رہی ہو۔"

"دادی! مجھے تو لگتا ہے' وہ صرف اپنی منواتے ہیں۔ کسی کی نہیں سنتے یہ بھی کوئی بات ہے بھلا۔"

"دو بہنوں کا اکلوتا بھائی ہے اکلوتے بچے بہت لاڈلے ہوتے ہیں۔ جیسے تم ہم سب کی لاڈلی ہو۔"

"مگر میں ضدی تو ہرگز نہیں ہوں۔"

"یہ تو تمہاری اچھی فطرت ہے اور پھر مہران کے بارے میں پہلے سے ہی غلط اندازے مت لگاؤ۔ دور سے کسی کا اندازہ نہیں ہوتا جب ساتھ رہو گے تب ایک دوسرے کے مزاج کو سمجھو گے اور ایک دوسرے کی خامیوں خوبیوں سے آگاہ ہو جاؤ گے۔"

"مجھے تو بڑا ڈر لگتا ہے ان سے۔"

"تم نے کہاں دیکھ لیا اسے' تصویر دیکھ کر ہی باتیں بنا رہی ہو۔"

"چلو جاؤ' جا کر لڑکیوں میں بیٹھو" انہوں نے ایک بار پھر کہا تو اسے اٹھنا پڑا۔ لڑکیوں میں آئی تو انہوں نے دلہن گانا گانے آرہی ہے کا شور مچا دیا۔

"توبہ کہاں جاؤں۔ حسین بھائی سے زیادہ میری شامت آئی ہوئی ہے۔"

"اس لیے کہ حسین تمہاری طرح منہ پھلائے نہیں پھر رہا' جو مذاق کرتا ہے۔ خوش دلی سے جواب دیتا ہے مگر تم تو لڑنے کو تیار دکھائی دیتی ہو" عمیر بھائی کے کہنے پر وہ بس سانس کھینچ کر رہ گئی۔ اب کسی کو کیا بتاؤں میں کتنی اداس ہو رہی ہوں اور میرے اندر کیسے کیسے وسوسے پل رہے ہیں۔

حسین کی بارات کے ساتھ وہ نہیں جا سکی جس کا اسے بہت افسوس تھا۔ مگر اظہار کسی پر نہیں کیا کہ وہ سب اس سلسلے میں نہ کچھ کر سکتے تھے اور نہ ہی قصور وار تھے لیلیٰ دلہن بن کر بہت پیاری لگ رہی تھی اور حسین بھائی تو دیکھ دیکھ کر نثار ہوئے جاتے تھے کتنی خوش نصیب ہے لیلیٰ کہ اسے ایسا چاہنے والا نصیب ہوا ہے۔

"ہائے آج مہران بھائی تو بہت ہی پیارے لگ رہے تھے۔ اتنے خوبصورت کہ اگر تم دیکھ لیتیں تو حسن کی تاب نہ لا کر وہیں ٹپ سے گرتیں اور پٹ سے بے ہوش ہو جاتیں۔" حنا اسے بتا رہی تھی۔ وہ دھڑکتے دل کے ساتھ خاموش کھڑی تھی۔

"ہمارا خیال تھا۔ وہ ہمیں دیکھتے ہی لپک کر ہماری طرف آئیں گے اور تمہاری خیر خیریت دریافت کریں گے مگر افسوس ایسا نہیں ہوا۔"

حنا نے تو مذاق کے رنگ میں کہا تھا مگر اس کے خالی دل کو یوں دھکا سا لگا کہ ہدیہ کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ چہرہ ایک دم سے پھیکا پڑ گیا۔

"تمہیں کیا ہوا۔" حنا نے حیرت کے ساتھ اسے دیکھا۔

"کچھ نہیں بس ذرا سر میں درد ہے۔"

"تم نے کچھ کھایا پیا بھی یا یونہی بیٹھی ہو۔"

پھر اس کی خاموشی پر یہ کہتی ہوئی اٹھ کر چلی گئی۔

"ٹھہرو میں تمہارے لیے کھانا لے کر آتی ہوں۔"

♥ ♡ ♡ ♥

پھر اگلے روز وسوسوں میں گھری وہ نازک پیاری چھوٹی سی لڑکی دلہن بن کر مہران کے گھر آ گئی۔ آج حسین اور لیلیٰ کا ولیمہ تھا اور رواج کے مطابق لیلیٰ کو بھی آج میکے آنا تھا مگر حسین کی دادی کی طبیعت اچھی نہیں تھی وہ دل کی مریضہ تھیں اکلوتی لاڈلی پوتی کی جدائی کے خیال سے ان کی طبیعت خراب ہونے لگی تھی۔ لیلیٰ نے حسین سے کہا۔ "میں کل صبح چلی جاؤں گی۔" حسین تو خود بھی یہی کہنا چاہتا تھا ہدیہ کے ساتھ ساتھ اگر لیلیٰ بھی چلی جاتی تو گھر میں بہت بے رونقی ہو جاتی۔ اب لیلیٰ کی موجودگی دادی جان کو بہت حد تک بہلا سکتی تھی۔

رخصتی کے وقت مہران نے ماں سے لیلیٰ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مختصر الفاظ میں اتنا بتایا۔

"آج حسین کی دادی کی طبیعت اچھی نہیں ہے۔ لیلیٰ صبح آ جائے گی۔"

"لیلیٰ کیا ڈاکٹر ہے، پہلے ہی روز سے میری بہن پر پابندی؟ ایسا تو بیلا کے سسرال والوں نے بھی نہیں کیا تھا۔"

اس کے دل و دماغ میں دھواں سا بھرنے لگا تھا۔ اس نے ایک سلگتی سی نگاہ دلہن بنی لڑکی پر ڈالی اور نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا کر اس کے برابر میں آ بیٹھا۔ وہ کچھ سمٹ سی گئی تھی مگر مہران نے محسوس نہ کیا وہ اپنی ہی آگ میں سلگ رہا تھا۔

ہدیہ کو لا کر خوبصورت انداز میں سجائے ہوئے کمرے میں بٹھا دیا گیا۔ وہ سر جھکائے بیٹھی رہی، ایک بار بھی سر اٹھا کر جائزہ لینے کی کوشش نہیں کی، اسے بار بار دادی کا خیال آ رہا تھا۔ میری جدائی کے خیال سے ہی وہ بیمار پڑ گئیں۔ پتا نہیں اب کیسی طبیعت ہو گی ان کی، ذہن بار بار ان کی طرف پلٹ جاتا اس کا جی چاہ رہا تھا۔ جلدی سے یہ وقت گزر جائے اور کل کی شام آ جائے جب اسے میکے جانا ہے۔

"بیٹا! کچھ چاہیے تو نہیں، چائے لا دوں، کوئی پھل ہی لے لو۔"

اس کی ساس بار بار پوچھ رہی تھیں۔ کمرہ لڑکیوں اور عورتوں سے بھرا تھا۔ ہر طرف قہقہے تھے۔ آوازیں تھیں۔ اور یہ سب چہرے اس کے لیے اجنبی تھے۔ اب یہ اجنبی چہرے ہی میرے اپنے ہیں اور جو واقعی اپنے ہیں، وہ بہت پیچھے رہ گئے ہیں اس کا جی بار بار بھر آتا تھا۔ وہ بمشکل آنسو ضبط کیے بیٹھی تھی۔ لیلیٰ جب دلہن بن کر ان کے ہاں آئی تھی تو اس کا انداز ہدیہ سے مختلف تھا۔ وہ خوش اور بااعتماد دکھائی دے رہی تھی کہ اس کے ساتھ اچھی امیدیں اور حسین کے دکھائے ہوئے خواب تھے۔ جبکہ ہدیہ ایک خوف کی کیفیت سے دوچار بیٹھی تھی۔ اسے یقین تھا۔ یہ رشتہ کسی وجہ سے کیا گیا ہے۔ مہران کو اس کی ذات سے ذرہ بھر بھی دلچسپی نہیں۔

♥ ♡ ♡ ♥

صبح جب ثروت بیگم اور بیلا اس کے کمرے میں آئیں تو دلہن کا ہر انداز یہ بتا رہا تھا۔ مہران نے اس کی دلجوئی کی ذرہ بھر کوشش نہیں کی۔

"یہ اتنی خاموش کیوں ہے؟" انہوں نے الجھ کر بیٹے سے پوچھا۔

"اس سے پوچھ لیں۔" ہدیہ کے برعکس مہران بہت فریش اور خوش دکھائی دیتا تھا۔

"تم نے کچھ کہا ہے ہماری بیٹی کو۔"

"میں نے کیا کہنا تھا۔"

وہ ہنس پڑا تھا اور معنی خیز نگاہ ہدیہ کی جانب اٹھ گئی۔ اس نے سر جھکا لیا۔ اسے لگا تھا مہران فاتح ہے اور وہ مفتوح۔ لڑکیاں سہاگ رات کے بعد کیسی ہنستی کھیلتی ہوئی ملتی ہیں اس نے اپنی کئی کزنز یاد تھیں۔ صبح ان کے چہرے پر جگمگاہٹ ہوتی تھی، اور ہونٹوں پر ہنسی مگر میرے ساتھ ایسا نہیں ہے۔ مجھے تو پامال ہونے کا احساس ہو رہا ہے۔ مستقبل کا کوئی خواب نہیں

دکھایا گیا نہ تعریف نہ تنقید' یوں لگا تھا ملکیت ہوں مالک کی مرضی وہ جس طرح چاہے استعمال کرے۔

رات جب مہران سو گیا تھا۔ تب وہ بے آواز روتی رہی اسے ایک پل بھی نیند نہیں آئی۔ کمرے میں گرم دودھ' چائے فروٹ اور مٹھائی موجود تھی۔ مگر اس نے کچھ بھی نہیں لیا۔ سر درد سے پھٹ رہا تھا۔ وہ دونوں ہاتھوں میں سر دبائے روتی رہی۔ اور جلد صبح ہونے کی دعا کرتی رہی۔ صبح جب اس نے مہران کے کھلے چہرے اور بات بے بات مسکراتے لبوں کو دیکھا تو یہی سمجھی' فاتح فتح کے نشے میں ہے۔

"پتا نہیں کب شام ہو گی اور میں واپس اپنے گھر جا سکوں گی۔" وہ خاموش اداس بیٹھی بار بار ٹائم دیکھتی تھی۔

مہران کسی نہ کسی کام سے کمرے میں آتا رہا۔ وہ جب بھی اندر آتا یہاں موجود لڑکیاں شرارت بھرے انداز میں شور مچا دیتیں وہ ان سب سے نظر بچا کر کن اکھیوں سے اس خوبصورت نازک گڑیا کو ضرور دیکھ لیتا جواب مکمل طور پر اس کی دسترس میں تھی۔

جبکہ ہدیہ نے ایک بار بھی جھکی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ وہ سخت الجھن میں گرفتار تھی۔ دل اور پلکیں بوجھل تھیں سب گھر والے یاد آ رہے تھے۔

صبح سے یوں بیٹھی ہوں۔ کسی نے اتنا بھی نہیں کہا تھک گئی ہو گی۔ رات نیند ہی کہاں آئی اور درد سے جسم الگ ٹوٹ رہا ہے مگر کیسے لوگ ہیں' ٹھٹ کے ٹھٹ کمرے میں لگے ہوئے جو جس طرح کا چاہتا ہے۔ تبصرہ فرماتا ہے۔ کمر تختہ ہو رہی تھی اور وہ جل کر ان سب کے بارے میں ایسی ہی باتیں سوچ رہی تھی۔

"تو مہران نے اپنی ضد پوری کر ہی لی۔"

کوئی عورت بڑی آہستگی سے ساتھ والی سے مخاطب تھی۔ لیکن مہران کے نام پر اس کے کان کھڑے ہوئے تھے اور سارے شور کو ایک طرف کر کے وہ اس عورت کی بات غور سے سننے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

"ہاں بہن! کہتا تھا جہاں بیٹی دیں گے وہاں سے لیں گے بھی۔ گھر کے باقی افراد اس حق میں نہیں تھے۔ مگر ہے شروع سے ضدی اور اپنی بات منوا کر چھوڑنے والا۔ دیکھ لو جو کہا۔ وہ پورا بھی کیا۔"

"لیلیٰ کے سسرال والے مان کیسے گئے۔ لڑکی تو ابھی بہت چھوٹی ہے۔" پہلی والی نے سوال اٹھایا۔

"مہران کون سا بوڑھا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اٹھائیس انتیس کا ہو گا۔ اور پھر اتنی اچھی جاب' گھر گھرانہ' ایسے رشتے تو لوگ ڈھونڈتے ہیں۔"

"ہاں یہ تو ہے مگر ادلے بدلے کی شادی بھی بس۔"

"چلو اب تو ہو گئی خدا سے دعا ہے کامیاب رہے۔ لڑکی کم عمر بھی ہے اور معصوم بھی' جبکہ ہمارا مہران غصے کا تیز اور بڑے مزاج والا ہے۔"

"تو ٹھیک ہے نا اس کے لیے ایسی ہی بیوی مناسب تھی۔ ورنہ کوئی آ جاتی مزاج دار اور ہوشیار تو پھر ہو چکا تھا گزارا۔"

وہ دونوں باتیں کرتی اٹھ کر باہر چلی گئیں اور اس کے تھکے جسم کو مزید تھکا گئیں۔

تو یہ رشتہ کسی خاص مقصد کے لیے کیا گیا ہے۔ کیا ہو سکتا ہے وہ مقصد؟ یہ اس کی سمجھ میں نہیں آیا۔

بس یہ ہوا کہ یہاں موجود سب لوگ اب اسے اور بھی غیر اور سازشی لگ رہے تھے۔ یہ سب جانتے ہیں' میں یہاں کیوں لائی گئی ہوں صرف میں ہی بے خبر ہوں۔ یہ سب دل ہی دل میں مجھے بے وقوف سمجھ کر خوب لطف لے رہے ہوں گے۔ کچھ ایسے ہوں گے جو دل میں افسوس بھی کر رہے ہوں گے۔ صبح سے جو آنسو ضبط کر کے بیٹھی تھی۔ اب چھلک گئے۔

"دلہن رو رہی ہے؟۔" کسی بچے نے سب کو اطلاع دی۔

بیلا کاموں میں مصروف تھی۔ سب چھوڑ چھاڑ دوڑتی ہوئی ادھر آئی۔

"ہائے میری پیاری سی بھابھی کیا ہوا ہے؟۔" وہ ہاتھ سے آنسو پونچھنے لگی۔

"سر میں درد ہے۔" وہ بے چاری اور کہہ بھی کیا سکتی تھی۔ بیلا نے سب کو کمرے سے نکال دیا۔ چائے بنا کر سائڈ ٹیبل پر رکھی اور بولی۔

"آپ آرام کریں۔ اب کوئی ادھر نہیں آئے گا۔ میں مہران کو بھیجتی ہوں۔"

جی میں آئی کہے انہیں بھیجنے کی بھلا کیا ضرورت ہے۔ مگر کہہ نہیں سکی۔ بیلا کے جاتے ہی اس نے چائے کا کپ اٹھالیا۔ ابھی دو تین سپ ہی لیے ہوں گے کہ مہران کمرے میں آگیا۔ اس نے جھجک کر کپ واپس رکھ دیا۔

"سر میں درد ہے؟۔" اس کے چہرے پر گہری تشویش تھی۔ مگر چہرہ دیکھا ہی کس نے۔ اس نے تو جواب میں ہاں یا نا بھی نہیں کہا۔ جیسے بیٹھی تھی بیٹھی رہی۔

"چائے کیوں رکھ دی۔ پی لو۔" اس نے کپ اٹھا کر پھر سے اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔ وہ بھی تعمیل کے لیے جھٹ پینے لگی۔

"بہت درد ہے؟۔" اس کا بجھا بجھا چہرہ اسے پریشان کر رہا تھا۔ اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"پھر یوں منہ بنائے کیوں بیٹھی ہو۔" جی چاہا کہہ دے سازش کا شکار ہونے والی لڑکی بھلا اور کس طرح بیٹھ سکتی ہے۔ مگر وہ مہران سے ڈرتی بھی تھی۔ رشتہ طے ہونے سے پہلے اس کی شخصیت کا جو رعب اس پر پڑا تھا۔ وہ اب تک قائم تھا اور صبح وہ عورتیں بھی تو یہی کہہ رہی تھیں غصہ ور ہے اور اسے غصہ ور لوگوں سے بہت ڈر لگتا تھا۔ چار بھائیوں کی اکلوتی لاڈلی بہن تھی۔ کبھی کسی نے پھولوں کی چھڑی سے بھی نہیں چھوا "اور قسمت نے لا پٹخا ایک ظالم کی جھولی میں۔

"کیا سوچنے لگیں۔" مہران نے بول کر سب تتر بتر کر دیا۔

"کچھ نہیں۔" اب کیا بتاتی' دل ہی دل میں آپ کو کوس رہے تھے تاکہ سر کے درد میں کچھ کمی آسکے۔

"امی نے فون کیا تھا آپ کے گھر۔ آپ کی دادی کی طبیعت اب ٹھیک ہے۔" یہ سن کر واقعی تسلی ہوئی اور اس نے پہلی بار پلکیں اٹھا کر ذرا کی ذرا مہران کی طرف دیکھا۔ چہرہ بہت سنجیدہ اور نگاہ اسی پر تھی اسے فوراً" پلکوں کی جھالر گرانا پڑی۔

"بہت پیار ہے آپ کو اپنی دادی جان سے۔" وہ بڑی ہی سنجیدگی کے ساتھ یہ بے تکا سوال کر رہا تھا۔

"ظاہر ہے' وہ میری دادی جان جو ہوئیں۔ میری امی' ابو' دادی اور بھائی سب ہی مجھے بہت چاہتے ہیں۔" اس نے پہلی بار بات کی تھی۔ نرم اور بہت میٹھی آواز تھی ہدیہ کی۔

"اپنی بیٹیوں سے تو سب ہی پیار کرتے ہیں۔" اس نے عجیب سی ہنسی ہنس کر جس لہجے میں یہ بات کی' وہ ہدیہ کی سمجھ سے باہر تھا۔ پھر اسے جیسے کچھ خیال آگیا بولا۔

"تمہارے سر میں درد ہے۔ سونے کی کوشش کرو' شام کو مزید مہمان آجائیں گے۔ تم ریسٹ نہیں کر سکو گی۔"

"شام۔" اس نے آسودگی سے سوچا۔ "شام کو میرے سب گھر والے آئیں گے اور مجھے اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ میرا پیارا کمرہ میرا اپنا بستر' بس جاتے ہی یہ بھاری بھاری کام والے کپڑے اتار کر کاٹن کا سادہ سا جوڑا پہنوں گی اور اپنے تکیے پر سر رکھ کر گہری نیند سو جاؤں گی۔"

وہ بھول گئی۔ مہران اس کے پاس بیٹھا ہے اور اس کے چہرے کے آتے جاتے رنگوں کو بغور دیکھ رہا ہے۔

"تم آرام کرو۔" اس نے اچانک ہدیہ کا چہرہ ہاتھوں میں لے لیا اور پھر ایک شرارت کر کے کمرے سے نکل گیا۔ جب تک وہ سنبھلی جا چکا تھا۔ دل کی بے قابو دھڑکنوں کو گنتی وہ بستر پر دراز ہو گئی۔

شام کو اس نے فان کلر کا سوٹ پہنا۔ بھاری زیور میک اپ' دیکھنے والے کہتے تھے۔ پری لگ رہی ہے جبکہ پری کو جوتا تنگ کر رہا تھا جی چاہتا پیر سے اتار کر بیٹھ جائے مگر جھک کر اسٹریپ کھولنا بھی ایک مصیبت تھا۔ سب ہی لوگوں کی نگاہیں اسٹیج پر بیٹھی دلہن کی طرف تھیں' کسی سے کہنا اسے مناسب نہیں لگا بس بے زار سی بیٹھی ہاتھوں کی مہندی اور بانہوں کی چوڑیوں کو دیکھتی رہی۔

ذرا دیر بعد اس کے گھر والے آگئے۔ امی ابو بھائی اور نئی نویلی ہنستی مسکراتی بھابھی' وہ انہیں دیکھتے ہی سب کچھ بھول کر اپنی جگہ پر کھڑی ہو گئی۔ امی سے ملتے

ہوئے دادی کا پوچھا تو انہوں نے بتایا۔ ”پہلے سے بہت بہتر ہیں مگر یہاں آنے سے ان کی طبیعت پھر سے خراب ہونے کا اندیشہ تھا۔ وہ گھر پر ہیں اور لاڈلی پوتی کی آمد کی منتظر بھی ہیں۔“

”بس یہ فضول تقریب ختم ہو جائے تو چلتی ہوں۔ آپ لوگوں کے ساتھ واپس اپنے گھر۔“ اس نے منہ بنا کر کہا۔ گھر والوں کے آتے ہی وہ پہلے والی ہدیہ بن گئی تھی۔

”کچھ خیال کرو سسٹر! یہ آپ کے ولیمے کی تقریب ہے۔“ چھوٹے بھائی نے یاد دلایا۔

”ہوگی۔“ اس نے کاندھے اچکائے پھر امی سے بولی۔

”کل سے آپ سب گھر والے اتنے یاد آرہے ہیں۔ سوچ رہی ہوں دل کیسے لگے گا میرا۔“

”لیلیٰ کدھر ہے؟“ امی اس کی بات کا جواب دینے کے بجائے بہو کی تلاش میں ادھر ادھر دیکھنے لگیں۔

وہ مہران اور اپنی امی کے پاس کھڑی تھی۔ مہران اس سے کوئی سوال و جواب کر رہا تھا اور وہ کبھی سنجیدہ ہو جاتی کبھی پھیکی سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر آجاتی پھر اس کی امی نے بیٹی کا ماتھا چوم لیا۔ اور مہران سے کچھ کہا لیلیٰ بھی ہنسنے لگی مگر مہران نے منہ بنا کر غصے سے سر جھٹک دیا۔ اور جانے کیا کہا کہ ماں بیٹی پریشان ہو گئیں۔

پھر بیلا ان کے ابا اور خالہ حمیدہ بھی وہاں آکھڑی ہوئیں۔ وہ سب مہران سے کچھ کہہ رہے تھے۔ مگر وہ برابر نفی میں سر ہلا رہا تھا۔ ان سب باتوں کا گھر کے باقی افراد نے تو نوٹس نہیں لیا۔ مگر ہدیہ کا دل زور سے دھڑکنے لگا۔ ”الٰہی خیر پتہ نہیں کیا باتیں ہو رہی ہیں ان کے درمیان اور یہ مہران اتنے غصے میں کیوں دکھائی دے رہے ہیں۔“

کچھ دیر کے بعد وہ سب ادھر چلے آئے، رسمی سلام دعا تو گیٹ پر ہو چکی تھی۔ اب بے تکلفی سے باتیں ہونے لگیں۔ ہدیہ نے دیکھا۔ مہران بڑا لاتعلق سا بیٹھا تھا۔ حسین بھائی نے کتنے اچھے انداز میں اس سے بات کی تھی۔ مگر کیسا روکھا جواب آیا تھا ادھر سے، اسے اپنے بھائی کی انسلٹ محسوس ہوئی اور جی بھر آیا۔

وہ وہاں سے دھیان ہٹانے کو ہنستی مسکراتی چمکتی دمکتی لیلیٰ کو دیکھنے لگی۔ مسکراہٹ تو گویا اس کے لبوں سے چپک کر رہ گئی تھی اور اس کی آنکھوں میں کتنا خوبصورت رنگ آن ٹھہرا تھا۔ ”کیا میری آنکھوں میں ایسا کوئی رنگ ہے، اپنے گھر جاؤں گی تو اچھی طرح سے آئینہ دیکھوں گی گھر جا کر کباب کھانے ہیں جو امی نے میری مہندی کے روز بنا کر فریج میں رکھے تھے۔ سب بہت تعریف کر رہے تھے۔ میرے پرندے بھی میرا انتظار کر رہے ہوں گے“ اس نے اپنے ننھے ننھے پیارے پرندوں کو یاد کیا ”اور اس ماہ کا ڈائجسٹ بھی آگیا تھا جا کر وہ بھی پڑھنا ہے پتہ نہیں کتنے روز رہوں گی میں، اللہ کرے ایک ہفتہ تو ہو اگر کم ہوئے تو میں جھوٹ موٹ بیمار پڑ کر رک جاؤں گی۔“ وہ پوری طرح منصوبہ بندی کر رہی تھی۔ یہاں تک کہ بیلا نے اسے دو تین آوازیں دیں اور پھر پکڑ کر شانہ ہلانا پڑا۔ وہ کافی شرمندہ ہوئی اور سنبھل کر بیٹھ گئی۔

تقریب کے اختتام پر جب مہمان رخصت ہو رہے تھے اس کی امی قریب آئیں اور اسے گلے لگا کر بولیں۔

”اچھا بیٹی ہم لوگ اب چلتے ہیں تم اپنا خیال رکھنا اور کوئی بات دل پر مت لینا۔“

”کیا مطلب میں آپ لوگوں کے ساتھ نہیں جاؤں گی؟“ اس نے کچھ پریشان ہو کر پوچھا۔ وہ نظریں چرا گئیں۔

”تم مہران کے ساتھ آنا۔“

”تو آپ کہیں نا ان سے وہ بھی ابھی چلیں۔“

”اسے بہت کام ہے، اکیلا تو ہے وہ۔ کوئی بھائی نہیں ہے اس کا اور تمہارے سسر بیمار آدمی ہیں۔ تم اس کے ساتھ آجانا اور دیکھو دل میلا مت کرنا۔ شادی شدہ زندگی میں بہت کچھ سہنا پڑتا ہے۔“

”امی! میں یہاں نہیں رہ سکتی، مجھے جانا ہے۔“ اس نے یہ بھول کر کہ اب حقوق کسی دوسرے شخص کو سونپ چکی ہے ضد کی۔

"لیلیٰ کو دیکھو، کیسی سمجھ دار لڑکی ہے۔ تم بھی بچپنا چھوڑنے کی کوشش کرو۔" پھر بھائی اور ابو آکر اس سے ملے وہ سب خاموش سے تھے۔

ضرور کچھ ہوا ہے' اس کا جی گھبرانے لگا۔ مہمانوں کے جانے کے بعد یہ لوگ بھی گھر واپس آگئے۔ کار میں اس کی ساس اور سسران دونوں کے ساتھ تھے۔ مکمل خاموشی چھائی رہی اور یہ چپ اسے بے چین کرتی رہی۔ بری طرح سہاتی رہی۔ اسے ان سب پر شدید غصہ تھا۔

اسے کیوں روک لیا گیا' میکے کیوں نہیں جانے دیا بظاہر یہ ساس صاحبہ کتنے میٹھے مزاج کی لگتی ہیں مگر میں بھول گئی تھی ساس تو ساس ہی ہوتی ہے۔ گھر آئے تو سب لوگ ان کے کمرے میں آکر بیٹھ گئے لیلیٰ خوب چہک رہی تھی۔

"امی! میرا کمرہ تو کسی نے نہیں کھولا۔ میری چیزیں تو ادھر ادھر نہیں کیں۔ لوگ جو میرے لیے گفٹ لے کر آئے تھے وہ کہاں رکھے ہیں۔ امی! صبح میں بریانی کھاؤں گی وہ بھی آپ کے ہاتھ کی بنی ہوئی۔"

وہ ماں کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی۔ اور ہدیہ کو اپنے لوگ یاد آرہے تھے۔ پھر جب یہ سب سونے کے لیے اپنے کمروں میں چلے گئے تو مہران نے اسے کپڑے بدلنے کے لیے کہا۔

"میں ایسے ہی ٹھیک ہوں۔" وہ بڑی سنجیدگی سے بولی تھی۔

"ایسے ہی' اتنے زیور لاد کر اور اتنے بھاری کپڑوں میں۔" وہ استہزائیہ انداز میں ہنسا تھا۔

"مجھے معلوم ہے۔ تم تھک گئی ہو گی مگر لباس تبدیل کرنا تو ضروری ہے۔" کل کے مقابلے میں اب اس کا انداز کافی نرم تھا۔

"ہونہہ! بھاری لباس اور زیور مجھے ڈسٹرب کیا کرے گا۔ میرا تو دل جل رہا ہے کتنا ظلم کیا ہے مجھ پر۔"

"اب کیوں بیٹھی ہو ایسے۔" اس نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر نرمی سے پوچھا۔ اس نے بے زاری سے ہاتھ چھڑا لیا۔ اس بات پر وہ کچھ چونکا اور بولا۔

"تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔"

"ہونہہ! بھلا کیا ہو سکتا ہے میری طبیعت کو۔" وہ آنکھوں میں آئے آنسوؤں کو پینے کی کوشش کرتے ہوئے کچھ بھرائی ہوئی آواز میں بولی تھی۔

"کسی نے کچھ کہا ہے تمہیں۔"

"میں اپنے گھر جانا چاہتی تھی۔" آخر اس نے کہہ دیا اور ایک تلخ سی مسکراہٹ مہران کے لبوں پر دوڑ گئی۔

"کل یقیناً" لیلیٰ بھی ایسے ہی رو رہی ہو گی۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ کہ وہ تو اپنے بھائی کی بارات کے ساتھ نہیں آسکی تھی۔"

تب ہدیہ نے چونک کر سر اٹھایا۔ کچھ جتاتا ہوا مہران کا چہرہ اس نے گھبرا کر سر جھکا لیا۔

"یہ رونا دھونا مجھے بالکل پسند نہیں نہ ہی میں کسی کی منتیں کر سکتا ہوں اٹھو اور یہ زیور اتار کر چینج کر کے بستر پر آؤ۔"

ہونہہ بستر پر آؤ جہنم میں نہ چلی جاؤں میں۔" جل کر سوچا اور چار و ناچار اٹھ کھڑی ہوئی۔

مہران نے فون پر اس کی امی سے کہہ دیا تھا کہ وہ لوگ خود آکر ہدیہ کو لے جائیں' وہ ابھی نہیں آسکے گا البتہ واپسی پر خود لینے ضرور آئے گا۔ اسے چار روز کے لیے جانے کی اجازت ملی تھی۔ اور اس نے اسی کو غنیمت جانا تھا۔ یہ تو سمجھ گئی تھی بیمار بن کر دن بڑھوائے نہیں جاسکتے۔ اس نے چار دن کی اجازت دی ہے تو چار دن کے بعد ہی واپس آنا ہو گا ورنہ وہ اٹھا کر بھی لے آئے گا۔

"تم بھی چلے جاتے دلہن کے ساتھ۔" اس کی امی نے رواج بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ رواج ان کے گھر والوں کو بھی معلوم ہو گا مگر حسین نہیں آیا۔"

"حسین کی مجبوری اس نے خود بتا دی تھی۔ ان لوگوں کا ذاتی بزنس ہے ایک ضروری میٹنگ آپڑی ہے' اس لیے وہ رک نہیں سکا۔ کہہ رہا تھا۔ دو روز کے بعد آجائے گا۔"

"میں بھی دو روز کے بعد چلا جاؤں گا۔" اس نے لاپروائی سے کہا۔

✈ ✈ ✈ ✈

شام کو ابو اور عمیر بھائی اسے لینے آئے یہ بھی شکر کہ مہران ان سے بہت اچھے طریقے سے ملا۔ وہ ان دونوں کے ساتھ جانے کی تیاری بڑے جوش کے ساتھ کر رہی تھی۔ وہ کمرے میں موجود بیڈ پر نیم دراز یہ تیاریاں بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔

"سنو بہت خوش ہو جانے کے خیال سے۔"

"ہاں۔" اس نے مہران کی طرف نہیں دیکھا۔ وہ سمجھ نہیں پائی کہ اس وقت اس نے یہ بات کیوں کہی ہے اور کیسی اداسی اس کی روم روم میں اتر رہی ہے۔

ابھی کچھ ہی دن پہلے تک یہ لڑکی اس سے کتنی دور تھی۔ مگر لگتا ہے ہمیشہ کا ساتھ ہے اب اس کے جانے کے خیال سے کتنی اداسی ہو رہی ہے اور بار بار یہ خیال آتا ہے یہ وقت کیسے کٹے گا۔

"تم تو چاہو گی ہمیشہ وہیں رہ جاؤ واپس آنا ہی نہ پڑے۔"

اور اب کے ہدیہ نے کچھ حیرت اور گھبراہٹ سے سر اٹھایا اس کی شکل دیکھی۔ جہاں اب غصہ تھا۔ جلدی سے نفی میں سر ہلایا اور بولی۔

"جی نہیں میں تو بس دو چار روز میں واپس آجاؤں گی۔"

"بہت مہربانی بڑا احسان ہے آپ کا۔" مہران نے جل کر کہا اور کمرے سے نکل گیا۔ پھر جب وہ میکے آتے وقت سب سے مل رہی تھی مہران موجود نہیں تھا۔ امی نے بتایا کہہ رہا تھا۔

"کسی دوست کا فون آگیا ہے۔ اس کی طرف جا رہا ہوں۔" اور یہ بتاتے ہوئے وہ کافی شرمندہ تھیں۔ انہیں پورا احساس تھا۔ مہران کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔

"بھیا سے کچھ کہنا ہے؟" وہ جاتے سمے بہت شوخ ہو رہی تھی اور جھک کر لیلیٰ سے پوچھا تھا۔ لیلیٰ نے شرارت سے اس کا ہاتھ دبایا اور بولی۔

"جی نہیں حال دل تو اپنی زبان سے کہنا ہی مناسب لگتا ہے تم بھی کسی تیسرے کا سہارا مت لینا چونکہ شادی شدہ زندگی میں میں نے تم سے ایک دن پہلے قدم رکھا ہے۔ اس لیے سینئر ہونے کے لحاظ سے میں تمہیں بہت بہتر مشورہ دے رہی ہوں۔" دونوں کھلکھلا کر ہنس پڑیں اور ہدیہ عمیر بھائی کے برابر چلتی گاڑی میں آبیٹھی۔

"مہران تمہارے ساتھ ٹھیک تو ہے ناں؟" گاڑی میں بیٹھتے ہی عمیر بھائی نے سوال کیا جبکہ ابو ضرورت سے زیادہ خاموش کسی سوچ میں ڈوبے دکھائی دیتے تھے۔

جی تو چاہا وہ ساری شکایتیں جو اسے مہران سے ہیں کہہ ڈالے مگر فائدہ کیا ہوگا۔ کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتا۔

"تم نے جواب نہیں دیا بیٹا!" ابو بھی یقیناً اس کے جواب کے منتظر تھے۔

"جی ہاں میں خوش ہوں۔" ہونٹوں پر مسکراہٹ سجا کر جواب دیا۔

"پھر اب یہ کیا حرکت کی اس نے۔ ہم نے دیکھا ہے وہ ہمارے ساتھ زیادہ بات کرنا پسند نہیں کرتے اور اب جبکہ تم میکے جا رہی تھیں انہیں کم از کم خدا حافظ کہنے تک تو رکنا چاہیے تھا۔ ایسی بھی کیا مجبوری آن پڑی تھی دوست پر ان کی بہن بھی تو ہمارے گھر ہیں۔ سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں ہم سب۔ حسین بھائی ہر طرح سے خوش رکھتے ہیں انہیں۔"

"بس عمیر خاموش ہو جاؤ۔ اس بات کو بھول جاؤ کہ لیلیٰ مہران کی بہن ہے اور نہ ہم نے ہر قدم پر یہ دیکھنا ہے کہ لیلیٰ کے میکے میں ہماری بیٹی کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔ لیلیٰ اب تمہاری بھابھی اور ہمارے خاندان کی بہو ہے۔ وہ ہمیں اتنی ہی پیاری ہے جتنی کہ ہدیہ ہے۔"

"جی ابو! لیلیٰ بھابھی تو بہت اچھی ہیں۔ آپ لوگ کسی بات کی سزا انہیں مت دیجیے گا۔"

"کیا مطلب؟ کیسی سزا؟ کیا تمہارے ساتھ کچھ برا ہو رہا ہے ہدیہ۔"

"عمیر بھائی! میں نے تو یونہی ایک بات کہی ہے

اور ابھی میری شادی کو دن ہی کتنے ہوئے ہیں جو اچھے برے کا پتہ چل سکے۔"

❋ ❋ ❋ ❋

ہدیہ کو یہاں آئے دوسرا روز تھا۔ وہ اپنی دوست حنا کی طرف جانے کو تیار ہو رہی تھی۔ امی نے کہا تھا۔

"حسین تمہیں ڈراپ کردے گا اور شام کو عمران تمہیں گھر لے آئے گا۔"

تیار ہو کر وہ بھائی کے کمرے میں آئی تو وہ فون پر کسی سے گفتگو کر رہے تھے۔ اس پر نظر پڑی تو بولے۔

"ہدیہ سے بات کرو۔"

"کس کا فون ہے بھائی؟۔"

"لیلیٰ کو میں نے فون کیا تھا پوچھ رہا تھا۔ واپسی کا کیا پروگرام ہے جا کر بیٹھ ہی گئی ہو۔" ہدیہ نے لیلیٰ سے بات کی مگر کھوئے کھوئے انداز میں۔

حسین بھائی کتنا مس کر رہے ہیں لیلیٰ بھابھی کو۔ اور ادھر مہران کو پروا ہی نہیں ہوگی۔ اسے مہران کی لاتعلقی اور سرد رویئے پر بہت دکھ ہو رہا تھا۔

لیلیٰ نے مہران کو بتایا تھا۔ ابھی حسین سے فون پر بات ہوئی ہے' وہ سب کو سلام کہہ رہے تھے۔ بھابھی بھی کہیں قریب ہی موجود تھیں انہوں نے بھابھی سے بھی بات کروائی ہے میری۔

اور مہران نے سوچا لیلیٰ نے حسین کو فون کیا ہے۔ یقیناً" وہ اس کے لیے اداس ہوگی اور ایک وہ لڑکی ہے جس کا نام ہدیہ ہے۔ اسے میری پروا ہی نہیں یوں میکے بھاگی ہے جیسے قید سے رہائی ملی ہو اور پلٹ کر ایک مرتبہ بھی فون نہیں کیا۔ اب بھی حسین نے ہی لیلیٰ سے اس کی بات کروائی ہے تب بھی یہ توفیق نہ ہوئی کہ میرے بارے میں پوچھ لیتی۔ مگر مجھے اس کی اتنی پروا کیوں ہے۔ جھنجلا کر خود سے سوال کیا سرزنش بھی کی مگر بے فائدہ' وہ یاد آتی رہی اور اس کی بے اعتنائی بڑھاتی رہی۔

حسین نے لیلیٰ کو بتایا تھا۔ شہر میں پھولوں کی نمائش لگی ہے کل شام کو میں آؤں گا تم تیار رہنا۔ لیلیٰ جانے کو تیار تھی مگر حسین کے آنے سے پہلے بیلا اور ارشد آگئے۔ آج تو مہران بھی آکر ان سب کے پاس بیٹھا اور ارشد سے باتیں بھی کیں۔ لیلیٰ نے بیلا کو حسین کے پروگرام کے بارے میں بتایا تو بیلا کچھ مایوسی سے بولی۔

"میں تو صرف تم سے ملنے اتنی مشکل سے اجازت لے کر آئی ہوں۔ سوچا تھا خوب باتیں ہوں گی۔"

"لیلیٰ کا جانا اتنا ضروری بھی نہیں۔" مہران نے کہا۔

"ہاں اب تو میرا جی بھی نہیں چاہ رہا ہے مگر مجبوری ہے حسین آتے ہی ہوں گے۔" لیلیٰ واقعی بیلا کی آمد کے بعد جانا نہیں چاہتی تھی۔ شادی کے بعد بہن سے ملنے اور ڈھیروں باتیں کرنے کو بہت جی چاہتا تھا۔ وہ یہ موقع گنوانا نہیں چاہتی تھی مگر حسین کو انکار کرے تو کیسے کرے' کتنے شوق سے کل انہوں نے پروگرام بنایا تھا۔ ابھی نیا نیا معاملہ ہے۔ پتا نہیں مزاج کے کیسے ہیں اگر مہران بھائی کی طرح ہوئے تو کہہ دیں گے۔ بس اب کبھی کہیں لے کر نہیں جاؤں گا اور پھر اس بات پر قائم بھی رہیں گے۔

"تمہیں لڑکیوں کی مجبوریوں کا کیا اندازہ' اب تو حسین بھائی کی آمد پر لیلیٰ کو جانا ہی ہوگا۔"

ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ حسین آگیا۔ عادت کے مطابق سب سے اچھے طریقے سے ملا۔ سب سے نظر بچا کر لیلیٰ کو آنکھ ماری پھر ایسی جگہ منتخب کر کے بیٹھا جہاں سے لیلیٰ کو صاف دیکھا جا سکتا تھا۔

"لیلیٰ چائے بنا کر دو حسین بیٹے کو۔" امی حسین سے بہت خوش دکھائی دیتی تھیں۔ ارشد کے مقابلے میں اس کے ہر انداز میں کس قدر اپنائیت تھی جبکہ ابھی شادی کو عرصہ ہی کتنا ہوا تھا۔

لیلیٰ چائے بنانے کچن میں گئی تو وہ بھی پیچھے ہی آگیا۔ "بڑی بے مروت ہو' میکے آکر بھول ہی گئیں۔" وہ لیلیٰ کی پشت کی جانب اس سے بہت قریب کھڑا کہہ رہا تھا۔

"سچ کہتا ہوں۔ تمہارے بغیر دن اور راتیں جس طرح گزر رہی ہیں۔ یہ میں ہی جانتا ہوں رات آنکھوں میں کٹتی ہے۔"

"آپ مرد ہیں سب کہہ سکتے ہیں میں جبکہ میں تو......" لیلیٰ کو اپنی بے تابی کی داستان سناتے لاج آئی۔ وہ کہنا بھی چاہتی تھی اور رک بھی جاتی تھی۔

"ہم سننے کے مشتاق ہیں۔ کہہ دیں تو بہتر ہوگا۔"

"کیسے کہوں؟۔" وہ شرما کر بولی۔

"زبان سے، آنکھوں سے، اداؤں سے۔" لیلیٰ جواب میں کچھ کہنے لگی تھی کہ چائے ابل گئی۔ دونوں ایک دم سے ادھر متوجہ ہو گئے۔

"چولہا بھی خراب ہوا۔ اب مجھے یہ بھی صاف کرنا پڑے گا۔"

"چھوڑو رہنے دو۔ تم تیار ہو جاؤ۔ ہم چائے پیتے ہی چلیں گے۔"

حسین کی بے تابی، اس کا انداز لیلیٰ کو یہ کہنے کی ہمت نہیں پڑ رہی تھی کہ میں جانا نہیں چاہ رہی۔ حسین کو وہ بھی تو بری طرح مس کرتی رہی تھی۔ دور ہو کر بھی ہر دم وہ قریب محسوس ہوا تھا۔ کتنا سوچا تھا اس نے حسین کو اور راتیں کیسی بے کلی میں کٹی تھیں اس کی مگر بیلا صرف اس سے ملنے کی خاطر اپنی جنگ جو سسرال سے اجازت لے کر آئی تھی وہ اسے چھوڑ کر حسین کے ساتھ چلی جاتی تو یہ کچھ مناسب نہ ہوتا۔ مگر کہوں تو کیسے کہوں۔ چائے کمرے میں لے کر آئی تو یہ الجھن ساتھ تھی۔

حسین کو چائے تھما کر وہ یہیں بیٹھ گئی۔

"تم تیار ہو جاؤ۔" حسین نے اسے بیٹھے دیکھ کر کہا۔ وہ مہران کی طرف دیکھنے لگی۔

"کیا بات ہے، کہیں جانے کا ارادہ ہے؟۔" مہران فوراً" مدد کو تیار ہوا اور اپنے مخصوص سنجیدہ لیے دیئے انداز میں حسین سے پوچھا۔

"ہاں ہم لوگ پھولوں کی نمائش دیکھنے جا رہے ہیں۔" اس نے مسکرا کر جواب دیا۔

"مگر لیلیٰ تو آج نہیں جا سکتی۔ گھر میں بہن اور بہنوئی ملنے کے لیے آئے ہیں۔ وہ مہمانوں کو چھوڑ کر چلتی بنے، یہ تو اعلا درجے کی بدتمیزی ہے، اور ہمارے گھر میں ایسی بدتمیزی کو اچھا نہیں سمجھا جاتا۔"

حسین کو اس کا انداز کافی برا لگا اگر وہ بہنوئی نہ ہوتا تو اس وقت اچھی خاصی بحث چھڑ سکتی تھی مگر اس کے سامنے ہدیہ کا چہرہ آگیا اور وہ کوئی بات کہتے کہتے رک گیا۔ مہران کی طرف سے رخ پھیر کر لیلیٰ سے بولا۔

"اگر تمہیں نہیں جانا تھا تو پہلے کہہ دیتیں۔ میں نے خوامخواہ ہی وقت ضائع کیا۔"

اس کے انداز نے لیلیٰ کی تو جان نکال دی، بیلا نے بہن کی بے بسی اور خوف کو محسوس کیا تو بولی۔

"دراصل ہم لوگ اچانک بغیر کسی اطلاع کے ہی چلے آئے تھے۔ اب اگر آپ لوگوں کا پروگرام تھا تو ہماری وجہ سے خراب مت کریں۔"

"کیوں تم فالتو ہو جو کوئی پرواہی نہ کرے۔" مہران، حسین کی بے بسی محسوس کر کے خوش تھا۔

حسین کو خاموش دیکھ کر کرا سے یوں لگ رہا تھا جیسے اس نے بیلا کی سسرال سے تمام بدلے چکا دیئے ہیں۔ بٹی دے کر اب وہ بے بس نہیں ہیں اور اسے اپنا فیصلہ بہت بہتر محسوس ہو رہا تھا۔

"مجھے ایک دوست کی طرف جانا تھا مگر میں نے بیلا کی بات نہیں ٹالی صرف اس لیے کہ بہن چند روز کے لیے ہی تو میکے آئی ہے اگر آج نہ لے کر گیا تو پھر نجانے کب ملاقات ہوگی۔" ارشد نے احسان جتایا۔

بیلا ابھی جو لیلیٰ کو جانے کے لیے کہہ رہی تھی۔ اب ایک دم سے خاموش ہو گئی کہ اگر لیلیٰ چلی جاتی تو اسے شوہر کی بہت باتیں سننا پڑتیں۔

اس وقت سب سے کمزور پوزیشن حسین کی تھی کہ اس کے سامنے اپنی معصوم بہن کا چہرہ تھا، وہ مہران کے مزاج کو بھی خوب پہچان گیا تھا۔ اسے رہ رہ کر ہدیہ کا خیال ستا رہا تھا۔

"ہم نے ہدیہ کا رشتہ یہاں طے کر کے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ مہران اس کومل سی لڑکی کے لیے کسی طور مناسب نہیں۔ اسے تو مضبوط اعصاب کی تیز طرار بیوی ملنی چاہیے تھی جو ایک کا جواب دس باتوں میں دیتی۔ جبکہ ہدیہ گھر بھر کی لاڈلی، پیار محبت کی نرم و گرم فضا میں پرورش پانے والی لڑکی وہ تو اس کے چہرے کے ان پتھریلے تاثرات سے ہی خوفزدہ ہو جاتی ہوگی۔

"حسین بیٹا! تم رات کا کھانا کھا کر جانا۔ مجھے بتاؤ۔ کیا کھانا پسند کرو گے؟ میں اپنے ہاتھوں سے بیٹے کے لیے تیار کروں گی۔"

اس کی ساس کو اس پر کافی ترس آ رہا تھا اور وہ کچھ شرمندہ بھی تھیں مہران کے رویے پر۔

"شکریہ آنٹی! کھانا میں گھر جا کر ہی کھاؤں گا۔" وہ غصے میں تھا مگر لہجہ شائستہ ہی رکھا۔ مہران کچھ کہنا چاہتا تھا مگر اس سے پہلے ثروت بیگم بول پڑیں۔ وہ ہدیہ کی خیر خیریت دریافت کر رہی تھیں۔ آتے ہی کچھ ایسی باتیں شروع ہو گئیں کہ وہ بہو کے بارے میں پوچھ نہیں سکیں۔

"ٹھیک ہے وہ۔" حسین نے ڈھیلے سے انداز میں جواب دیا۔

"کب تک واپس آئے گی؟۔" مہران نے بظاہر سرسری انداز میں پوچھا۔ جبکہ دل بہت اداس اور اسے دیکھنے کو بے تاب ہو رہا تھا۔

"جب آپ لینے آئیں گے۔" حسین نے اس سے نظر ملائے بغیر نہایت سرد لہجے میں جواب دیا۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں۔ ہمارے ہاں بھی یہی رسم ہے۔ مہران اپنی دلہن کو لینے ضرور آئے گا۔"

چائے پیتے ہی حسین اجازت لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔ لیلیٰ کا دل بے چین تھا۔ وہ تنہائی چاہ رہی تھی تاکہ حسین کا دل اپنی طرف سے صاف کر سکے، مگر اسے موقع ہی نہیں ملا اور وہ چلا گیا اور لیلیٰ کا سکون بھی ساتھ ہی لے گیا۔

بیلا ملنے آئی تھی۔ کتنی خوش تھی مگر یہ جو بدمزگی ہوئی تو اس میں سارا قصور اپنا سمجھ کر چپ چپ تھی۔ دونوں بہنوں کے درمیان کچھ زیادہ بات چیت نہیں ہو سکی۔ کھانا کھاتے ہی وہ جانے کی اجازت لے کر اٹھ کھڑی ہوئی تب لیلیٰ اس کے گلے لگ کر سسک پڑی۔

"مجھے پورا احساس ہے بیلا باجی! آپ کس مشکل سے یہاں آئی ہوں گی۔ مگر سچویشن کچھ ایسی بن گئی کہ کوئی بات ہو ہی نہیں سکی، یقیناً" آپ خفا ہو کر جا رہی ہوں گی۔"

"نہیں میری اچھی بہن! میں خفا نہیں شرمندہ ہوں۔ میری وجہ سے تمہارا پروگرام خراب ہوا، اور حسین بھائی خفا ہو کر چلے گئے ہیں۔ پتا نہیں یہ مرد حضرات سسرال میں آ کر اتنے نازک مزاج کیوں بن جاتے ہیں۔ ذرا ذرا سی بات ان کے دل کو ٹھیس پہنچاتی ہے اور ناراض ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔"

"نہیں بیلا! تم حسین کے لیے ایسے مت کہو۔ اس نے کافی صبر و ضبط کا مظاہرہ کیا ہے۔" ثروت بیگم جو ان کی باتیں سن رہی تھیں اب کہنے لگیں۔

"رہنے دیں، صبر و ضبط کا مظاہرہ کیا تو صرف اس لیے کہ یہ اس کی بہن کی بھی سسرال ہے، اور اپنے بہنوئی کو وہ خوب پہچان گئے ہیں اگر کچھ کہتے تو ہدیہ کو سننی پڑتیں۔ یہاں سے تو خاموشی سے چلے گئے، اب لیلیٰ کو سنائیں گے۔"

بیلا کی اس بات نے الجھی ہوئی لیلیٰ کو مزید الجھا دیا۔ وہ کسی قیمت پر حسین کی ناراضگی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ شادی کے یہ چند روز مگر یہ چند روز ہی انہیں کس قدر قریب لے آئے تھے۔ اس کی محبت ایک خمار کی طرح اس پر طاری تھی۔ اور ان چند دنوں میں اس نے یہی سمجھا تھا ان کے درمیان کبھی کوئی رنجش جنم لے ہی نہیں سکتی جیسے وہ حسین کو چاہتی ہے۔ ایسے ہی وہ بھی اس کا دیوانہ ہے، ایک دوسرے کا احساس رکھتے ہیں اور خوش رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب محبت دونوں جانب سے ہے تو پھر رنجش کیسے آ سکتی ہے مگر یہ اس کی خام خیالی تھی ہمارے معاشرے میں شادی دو افراد کے درمیان نہیں دو خاندانوں کے درمیان ہوتی ہے۔ نئے جوڑے کو ہر طرح سے تولا جاتا ہے اور بہت اعتراض کیے جاتے ہیں پھر اس کے ساتھ تو معاملہ دوسرا تھا یہاں ادلے بدلے کی شادی تھی۔ یوں دونوں طرف سے پلڑا برابر تھا۔ جھکنے کو کوئی بھی تیار نہیں ہو سکتا تھا۔

رات اس نے حسین کو فون کیا۔ اس نے آواز سنتے ہی فون رکھ دیا۔ چھن سے کوئی چیز لیلیٰ کے سینے میں ٹوٹ گئی۔ بھیگی پلکوں اور سہمے دل کے ساتھ اس نے ایک بار پھر نمبر ملایا مگر نتیجہ مختلف نہیں نکلا۔ وہ یہیں

بیٹھ کر چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر رونے لگی۔

"کیا ہوا لیلیٰ؟۔" مہران لاؤنج میں آیا۔ اسے یوں روتے دیکھا تو فکر کے ساتھ پوچھنے لگا۔ دل دکھا ہوا تھا۔ وہ بھی کہہ گئی۔

"میں نے دو مرتبہ فون کیا ہے۔ وہ تو مجھ سے بات بھی نہیں کر رہے۔"

یہ سنتے ہی مہران کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ "اگر وہ بات نہیں کرنا چاہ رہا تو تم کیوں بار بار فون کر رہی ہو۔ ایسی گری پڑی بھی نہیں ہو تم اور تمہیں اس سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں' دیکھ لینا صبح کو خود ہی بات کرے گا۔"

"بھائی! وہ تو اتنے ناراض ہیں۔ مجھے لگتا ہے۔ کبھی بات نہیں کریں گے۔" آنسو پونچھتے ہوئے اس نے بتایا۔

"کیوں۔ بہن کو نہیں بسانا اس نے؟ ابھی تو غصے میں ہے۔ بھولا ہوا ہے کہ اس کی اکلوتی لاڈلی بہن ہمارے گھر میں ہے۔ صبح جب سو کر اٹھے گا تو عقل سے سوچے گا۔ تم خوامخواہ ذہن پر بوجھ مت ڈالو' میں تمہارے ساتھ کوئی ظلم نہیں ہونے دوں گا۔"

وہ رات لیلیٰ نے جس طرح کاٹی' یہ اس کا دل ہی جانتا تھا۔ بستر میں جیسے کانٹے اگ آئے تھے۔ کسی پل چین نہیں تھا۔ اس کی نگاہ کے سامنے حسین کا چہرہ تھا۔ دل میں اسی کا خیال' وہ سوچ رہی تھی۔ یقیناً" مزے سے سو رہے ہوں گے انہیں میں ایک بار بھی یاد نہیں آئی ہوں گی۔

صبح کے پانچ بجنے والے تھے۔ اس نے ساری رات آنکھوں میں کاٹ دی تھی۔ سر میں درد اور آنکھوں میں جیسے مرچیں سی لگی تھیں' بہت جلن ہو رہی تھی۔ رو رو کر اس نے حال خراب کر لیا۔ سسکیاں دباتے بے حال ہو گئی۔

ساڑھے پانچ کے قریب جب بستر پہ نیم دراز نڈھال سی تھی تو فون کی بیل بج اٹھی۔ وہ بے زاری سے اٹھی اور ریسیو کیا۔

"کیسی ہو؟۔" دوسری طرف حسین تھا۔ کیسا دوستانہ لہجہ جیسے کل ان کے درمیان کوئی تلخی ہوئی ہی نہ ہو۔ لیلیٰ سب کچھ بھلا کر بے اختیار رونے لگی۔

"میری جان!" وہ پریشان ہو گیا۔

"اب بھی فون نہ کرتے۔" اس نے غصے کے عالم میں کہا۔

"کیسے نہ کرتا۔ رات کروٹیں بدل کر گزاری۔ فون اس لیے نہیں کیا کہ تمہیں نیند میں ڈسٹرب کرنا نہیں چاہتا تھا۔ پتا ہے لیلیٰ! ساری رات بے چین رہا ہوں۔ تم نے دوبار فون کیا میں نے جھوٹ موٹ روٹھنے کا تاثر دیتے ہوئے تمہاری بات نہیں سنی' اصل میں نے یہ سن رکھا ہے محبت کرنے والے جب روٹھنے کے بعد دوبارہ ملتے ہیں تو محبت دوچند ہو جاتی ہے۔ بس میں یہی تجربہ کرنا چاہتا تھا مگر یہ پتا نہیں تھا اس کے لیے ایسی کڑی اذیت اٹھانا پڑتی ہے۔ سچ لیلیٰ! اب کبھی یوں نہ کروں گا اور پلیز تم بھی ناراض ہونا بھی نہیں کہ میں تمہاری ناراضگی نہیں سہہ سکتا۔"

ادھر لیلیٰ تھی کہ بس روئے جا رہی تھی۔

"کچھ تو کہو۔" اس کے رونے سے وہ نادم ہو رہا تھا۔

"آپ برے ہو بہت برے۔" سسکیوں کے درمیان اس نے بس اتنا ہی کہا مگر انداز بتا رہا تھا' وہ کتنی بے چین' کس قدر بے تاب ہے۔

"ابھی تو بہت صبح ہے۔ سورج نکلنے دو۔ میں تمہارے پاس موجود ہوں گا اور اگر تمہارے وہ ہٹلر نما بھائی جان درمیان میں نہ آئے تو ہم کہیں گھومنے چلیں گے۔"

"میرے بھائی کو کچھ مت کہنا اور پھر وہ آپ کے بھی تو کچھ لگتے ہیں۔"

"ہاں یہی تو مصیبت ہے' دوہری رشتہ داری ہے ان کے ساتھ۔"

حسین نے آہ بھر کر مزاحیہ سے انداز میں کہا اور پھر سات بجے تک آنے کا کہہ کر فون بند کر دیا۔ مگر اس کا کہا یہ جملہ لیلیٰ کے ذہن میں کھپ سا گیا۔ رات مہران نے کہا تھا تم دیکھ لینا صبح وہ ضرور فون کرے گا کہ آخر اس نے ہمارے گھر اپنی بہن دی ہے۔ ابھی تو غصے میں یہ بات بھول رہا ہے جب یاد آئے گی تو اسے

تمہیں منانا پڑے گا۔ شاید بھائی ہی سچے ہیں۔ حسین کی محبت ایک فریب ہے' وہ میرے ساتھ اس لیے بولنے پر راضی ہوئے کہ انہیں ہدیہ کی فکر ہے ورنہ وہ کبھی بھی فون نہ کرتے۔ مگر ان کا انداز۔ کیا کوئی اتنا بڑا ایکٹر بھی ہو سکتا ہے' اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا لیلیٰ ڈیر تم ابھی چہروں کو پہچاننے میں مہارت ہی کہاں رکھتی ہو پھر تمہارا اور اس کا ساتھ ہے بھی آخر کتنا پرانا' صرف چند روز' اور چند روز بھی ایسے جب ہر شے رنگین نظر آتی ہے۔ نقاب تو آہستہ آہستہ ہی سرکتی ہے۔

اگر ہدیہ مہران بھائی کی بیوی نہ ہوتی تو یقیناً" ان کا رویہ بالکل مختلف ہوتا۔ یہ سب سوچ کر اس کا دل خاصا خراب ہوا۔ جی چاہتا تھا وہ آئے تو صاف کہہ دے۔ آپ صرف ہدیہ کی وجہ سے آئے ہیں ورنہ آپ کو مجھ سے کوئی دلچسپی نہیں' اگر آپ کی بہن اس گھر میں نہ ہوتی تو آپ کا رویہ ارشد بھائی سے کچھ زیادہ مختلف ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ مگر کچھ دیر جب اس معاملے پر سوچا تو وہ اس نتیجے پر پہنچی کہ اس سے کچھ نہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ آخر زندگی تو اسی کے ساتھ گزارنی ہے۔

مہران آفس جانے کی تیاریوں میں تھا۔ ابو کی بھی یہی مصروفیات تھیں امی کام کرنے والی لڑکی کے ساتھ کچن میں تھیں۔ اس نے امی کو بتادیا تھا کہ حسین آرہا ہے اور وہ دونوں ناشتا باہر ہی کریں گے۔ مگر پھر بھی وہ مصروف تھیں کہ داماد کو سوکھے منہ تو نہیں بھیج دینا تھا۔ وہ ملازمہ کے سر پر کھڑی اپنی نگرانی میں ناشتا تیار کرا رہی تھیں۔ حسین نے جو وقت دیا تھا عین اسی ٹائم پر یہاں موجود تھا۔ لیلیٰ اپنے کمرے میں تھی' وہ سب سے سلام دعا کرتا جلد ہی اس کے کمرے تک آگیا۔

"لیلیٰ میری جان!" اس کی بے تابی عروج پر تھی اور لیلیٰ سوچ رہی تھی' واقعی یہ اس کی محبت ہے یا بہن کا احساس اسے یہاں لے آیا ہے ذہن جیسے الجھ کر رہ گیا تھا۔

"چلو کہیں چلیں ناشتہ بھی کریں گے اور اپنی باتیں بھی کریں گے' صرف اپنی باتیں۔ ہاں۔"

"صرف اپنی باتیں۔" لیلیٰ نے آہستگی سے دہرایا اور دل پر پڑا بوجھ کچھ سرک گیا۔ وہ اس کے ساتھ ساتھ چلتی کمرے سے باہر آئی تو ملاقات مہران سے ہوگئی۔ اس تیاری کو اس نے حیرت اور سوالیہ انداز میں دیکھا۔

"ہم ناشتا کرنے جارہے ہیں۔" اس وقت لیلیٰ کافی مطمئن اور خوش دکھائی دے رہی تھی۔ بہن کے چہرے پر کھیلتی خوشی مہران کے دل میں اطمینان بن کر اتر گئی۔ حسین اور لیلیٰ ساتھ ساتھ چلتے ہنستے مسکراتے کتنے اچھے لگ رہے تھے۔ اسے ہدیہ یاد آگئی' کیسی ہے وہ لڑکی جسے شوہر کی پروا ہی نہیں ہے' گئی ہے تو بھول ہی گئی ہے کہ یہاں بھی کوئی تھا۔ اسے اداسی سے زیادہ غصہ آرہا تھا۔

"مہران! آؤ ناشتا کرلو۔" ثروت بیگم کے بلانے پر وہ خیالوں سے باہر آگیا۔

"کل دوپہر کو لیلیٰ اپنے گھر چلی جائے گی اور پرسوں تم ہدیہ کو لینے جاؤ گے۔ حسین جب بھی یہاں آیا ہے۔ ہم سب کے ساتھ بہت اچھے طریقے سے ملا ہے۔ لیلیٰ بتاتی ہے ان کی ساری فیملی بہت اچھی ہے لیلیٰ سے سب ہی پیار کرتے ہیں اور تینوں دیور بہت ادب کرتے ہیں اس کا' وہ ہنس کر بتا رہی تھی۔ یہاں گھر میں سب سے چھوٹی تھی ہر کوئی ڈانٹ ڈپٹ کر بات کرتا تھا بے عقل سمجھتا تھا اور وہاں بڑی بہو بیگم صاحبہ ہوں کئی مرتبہ تو اس عزت افزائی پر بوکھلا جاتی ہوں۔"

"لیلیٰ کو خوش دیکھ کر بہت اطمینان ہوتا ہے امی۔"

"ہاں بیٹا! خدا کا شکر ہے۔ اچھے قدر دان لوگوں میں بیاہی گئی ہے۔"

"اب ایسی بھی بات نہیں ہے اگر ان کی بیٹی ہمارے گھر میں نہ ہوتی تب پتا چلتا کتنے اچھے لوگ ہیں' یاد نہیں دادی کی بیماری کو بہانہ بنا کر لیلیٰ کو آنے سے روک دیا تھا۔ جیسے دادی کی سانسیں اسے دیکھ کر ہی تو بحال ہونا تھیں۔" مہران نے برا سا منہ بنا کر یاد دلایا۔

"چلو جو بھی ہے بات محبت سے طریقے سلیقے سے

کرتے ہیں۔ تم بھی ان کے ساتھ اسی طرح پیش آؤ تاکہ ان کے دل میں ہماری طرف سے کوئی رنجش نہ آئے۔"

"ہماری بہن بہت اچھے مزاج کی ہے۔ جبکہ انہوں نے اپنی بیٹی سے صرف لاڈ پیار ہی کیے ہیں۔ اکلوتی تھی تو اتنی بڑی ہو کر بھی بچی ہی بنی ہوئی ہے۔ اگر وہ ہم سے خوش ہیں تو اس کی وجہ لیلیٰ کی اچھی عادات ہیں۔"

"تو کیا ہدیہ تمہیں پسند نہیں ہے۔" امی کا دل سہم گیا۔ اور مہران نے خود سے یہی سوال دوہرا کر نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں نے یہ تو نہیں کہا ہے۔"

"پھر کیا بات ہے' میں دیکھ رہی ہوں۔ تم حسین کی طرح خوش دکھائی نہیں دیتے۔" جی تو چاہا ان سے کہے' وہ لڑکی مجھے کوئی اہمیت ہی کب دے رہی ہے۔ دیکھ لیں جب سے گئی ہے' ایک بار بھی فون کرنا پسند نہیں کیا' لگتا ہے جا کر بھول ہی گئی ہے مگر بیوی کی برائی کرنا اسے اچھا نہیں لگا جو کچھ بھی ہے اب وہ شریک زندگی ہے اس کی باتیں ادھر ادھر کرنا بے شک ماں سے ہی سہی کسی طور مناسب نہیں۔

"تم پرسوں اسے لینے جا رہے ہونا۔"

"جی میں چلا جاؤں گا اور بھی کوئی رسم ہو تو بتا دیں۔ مجھے تو کچھ معلوم نہیں۔"

"نہیں نہیں۔ میں فضول رسم و رواج کی تو قائل نہیں بس یہ کرنا کہ جاتے ہوئے فروٹ اور مٹھائی ساتھ لے جانا۔"

"بہتر۔" وہ ناشتے کی طرف متوجہ ہوا۔ "خالہ حمیدہ کو فون کیا تھا۔ کہہ رہی تھیں طبیعت ٹھیک نہیں ہے میں نے کہا ہے' ہماری طرف آجائیں مان نہیں رہی تھیں۔ بڑی مشکل سے راضی کیا ہے۔"

"چلو اچھا ہے وہ آجائیں گی تو کچھ رونق ہو جائے گی۔"

○ ○ ○ ○ ○

جب مہران ہدیہ کو لینے ان کے گھر پہنچا تو اس کی امی کچھ ہی دیر پہلے کچن میں کام کرتی نکل کر اپنی ساس کو چائے دینے گئی تھیں۔ لیلیٰ کچن میں ان کے پاس ہی موجود ان سے باتیں کر رہی تھی۔ وہ گئیں تو یونہی ٹیبل پر پڑا سجا سجایا سلاد دوبارہ سے سیٹ کرنے لگی۔ اسی وقت مہران ان کے ہاں آیا' ملازمہ سے لیلیٰ ہی کے بارے میں پوچھا اس نے کہا۔

"بی بی کچن میں ہیں۔ آپ اندر چلیں' میں بلا لاتی ہوں۔"

"نہیں۔ میں کچن میں ہی اس سے مل لیتا ہوں۔" میری چند روز کی بیاہی بہن سے کام کروایا جا رہا ہے۔ اس کے اندر غصے کا طوفان اٹھنے لگا۔ گھر کا نقشہ کچھ اس طرح تھا کہ پہلے برآمدہ پھر لمبی سی گیلری اور اس گیلری میں کچن اور دوسرے کمروں کے دروازے تھے۔ وہ ابھی کچن میں آیا ہی تھا کہ پیچھے سے اس کی ساس بھی آگئیں' اسے دیکھ کر بے انتہا خوشی کا اظہار کیا اور موڈ کو دیکھے بغیر ساتھ لیے سٹنگ روم میں آگئیں لیلیٰ بھی ساتھ آئی پھر یہ کہہ کر میں بھابھی کو اطلاع کرتی ہوں واپس چلی گئی۔ وہ ہونٹ بھینچے صوفے پر آبیٹھا۔ اور اسی وقت ہدیہ تیزی سے ادھر آئی۔

"اماں! میں زوبیہ کی طرف جا رہی ہوں۔ میں پندرہ بیس منٹ کے لیے۔" اپنی رو میں اس نے کہا اور پھر جونہی نگاہ مہران پر پڑی تو ٹھٹکی جلدی جلدی سے سلام کیا' اور کھسیانی سی ہو کر بولی۔

"اتنی جلدی آگئے' میں سمجھی رات کو آئیں گے۔" بات پر ماں بس گھور کر رہ گئیں مگر وہ بے چاری تو کہہ کر خود چور بن گئی تھی۔ پتا نہیں انہیں دیکھتے ہی اتنی گھبراہٹ کیوں طاری ہو جاتی ہے۔ مہران نے اس کی بات کے جواب میں کہا تو کچھ نہیں' مگر غصے سے حال خراب تھا' ایسی عزت افزائی فرمائیں گی محترمہ۔ یہ تو سان و گمان میں بھی نہیں تھا۔ کتنے تیز اور زبان دراز لوگ ہیں۔

"بہن ثروت کا کیا حال ہے بیٹا۔" امی ماحول پر چھائی ناراض سی فضا کو ختم کرنا چاہتی تھیں۔

"ٹھیک ہیں۔ تم نے چلنا ہے یا نہیں؟۔" مختصر کہہ کر وہ سپاٹ لہجے میں ہدیہ سے پوچھنے لگا۔

"یہ تو صبح سے تیار بیٹھی تھی' اب تم نہیں آئے تو

زوبیہ کی طرف جانے کا سوچ رہی تھی۔" امی داماد کے تیور بہت اچھی طرح پہچان رہی تھیں۔ ہدیہ نے بھی دیکھ لیا۔ موڈ ٹھیک نہیں اور اسے رونا آنے لگا' کیسے ہیں یہ اتنے دن بعد مل رہے ہیں پھر بھی خفا ہیں۔ ایک حسین بھائی ہیں جنہیں لیلیٰ بھابھی پانچ منٹ دکھائی نہ دیں تو بے چین ہونے لگتے ہیں۔ اور میں بھی تو بڑی پاگل ہوں۔ ان کے آتے ہی ایسی بات کہہ دی' اب میں انہیں یہ بتانے کی کوشش کروں گی کہ میں انہیں یاد کرتی رہی ہوں۔ امی ان دونوں کو موقع دینے کی خاطر دادی جان کو بلانے کا کہہ کر کمرے سے نکل گئیں۔

ہدیہ اس کے سامنے والے صوفے پر آبیٹھی دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں الجھائے سر جھکائے وہ اس الجھن میں تھی کہ ایسی کیا بات کرے جو ان کے بگڑے موڈ کو درست کردے۔ مہران سامنے بیٹھا بغور اسے دیکھ رہا تھا اور وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ ہدیہ جانا نہیں چاہ رہی۔ میرے یہاں آنے پر اسے کافی الجھن ہو رہی ہے۔

"میں تمہیں لینے آیا ہوں۔ تمہارا دل چاہ رہا ہے یا نہیں' اس سے مجھے کوئی مطلب نہیں' بس تمہیں چلنا ہے' دس منٹ میں اپنی تیاری مکمل کرلو۔"

"جی۔" اس نے مہران کے اس انداز پر دل ہی دل میں روتے ہوئے دھیمے سے کہا۔

"مہران بھائی! حسین بھائی' ابھی آتے ہی ہوں گے تب تک آپ کو جانے نہیں دوں گی' آرام سے بیٹھ جائیں۔" لیلیٰ اس کی آمد پر بہت خوش بڑے مان سے کہہ رہی تھی۔ بھائی سسرال میں آیا تو اسے کتنا اچھا لگ رہا تھا جی چاہتا تھا دنیا کی ہر نعمت اس کے لیے سجا دے۔

"گڑیا! مجھے تو جلدی واپس جانا ہے۔" بہن کے لیے اس کے لہجے میں پیار ہی پیار تھا (اچھا تو یہ اتنے نرم لہجے میں بھی بات کرسکتے ہیں) ہدیہ کے اندر غصہ بھر گیا۔

"نہیں' اتنی جلدی تو میں کبھی نہیں جانے دوں گی۔ آرام سے بیٹھیں۔ چائے لے کر آتی ہوں۔" شادی کے بعد لیلیٰ کا ہر انداز پر اعتماد تھا۔ جبکہ ہدیہ اعتماد کھو چکی تھی۔ لیلیٰ کچن میں گئی تو مہران نے گہری سی نگاہ خاموش بیٹھی بظاہر بغور ٹی وی دیکھتی ہدیہ پر ڈالی اور بولا۔

"تم اس گھر کی بیٹی ہو جبکہ لیلیٰ نئی دلہن ہے مگر تمہارے ہاں شاید نئی دلہنوں کو پذیرائی دینے کا کوئی رواج نہیں۔"

"جی۔" وہ سمجھی نہیں۔ چونک کر اس کی شکل دیکھنے لگی۔

"لیلیٰ کل کی دلہن ہے مگر کاموں میں لگی ہے۔"

"کام۔" وہ حیران ہوئی کہ لیلیٰ سے ابھی کون کام لے سکتا تھا' ان کے ہاں تو یوں بھی دو ملازم تھے۔ ایک خانساماں پھر امی خود بھی کچن میں کچھ نہ کچھ بنا دیتی تھیں۔ لیلیٰ نے کب کوئی کام کیا تھا۔

"اب آنکھیں پٹپٹا کر زیادہ معصوم بننے کی کوشش مت کرو۔ تمہاری یہ ادا مجھے مزید غصہ دلا رہی ہے۔"

"بس میں نہیں جا رہی آپ کے ساتھ۔" اچانک ہی وہ لاڈلی تھوڑی ضدی بات بات پر رونے والی گڑیا سی ہدیہ بیدار ہوگئی اور نتائج کی پروا کیے بغیر کھٹ سے کہہ دیا۔

"دیکھتا ہوں' کیسے نہیں جاتیں۔" مہران نے اکھڑ لہجے میں کہا۔

"اس وقت میں اپنے ابو کے گھر میں بیٹھی ہوں۔ آپ مجھ سے زبردستی نہیں کرسکتے۔"

"تم بھول رہی ہو کہ میں تمہارا شوہر ہوں۔ زبردستی بھی کرسکتا ہوں۔" اس کا لہجہ حد سے زیادہ کڑوا تھا۔ وہ بے بسی سے اسے دیکھنے لگی۔ مہران نے سامنے ٹیبل پر رکھا میگزین اٹھا لیا اور ورق گردانی کرنے لگا' گویا اس کے نزدیک ہدیہ کی اتنی سی بھی اہمیت نہیں تھی۔ کچھ دیر بیٹھی پھر اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی کہ مہران کے ساتھ جانا تو تھا تو کچھ پیکنگ کرلی تھی۔ تھوڑی بہت رہتی تھی پر آنکھیں بار بار پانیوں میں ڈوب رہی تھیں کبھی وہ ذرا ذرا سی بات پر کتنا رونا دھونا مچاتی تھی مگر آج اسے سب سے چھپ کر آنسو بہانے تھے۔

ساس کھانے پر رکنے کو کہتیں یا سسر' اس نے انکار

کر دیا تھا۔ تو بس کر دیا تھا اب اسے اقرار میں نہیں بدلنا تھا مگر یہاں اس کی بہن لیلیٰ بھی تو موجود تھی جو پرائی ہو کر اسے بہت پیاری ہو گئی تھی۔ وہ اس کا کہنا نہیں ٹال سکا۔ ہدیہ نے چند گھنٹے غنیمت جانے اور دادی جان کے پاس جا بیٹھی۔

"دادی جان! عورت کو بہادر ہونا چاہیے ہے ناں۔"

"ہاں بچی! ہمارے وقتوں میں تو عورت کو گھر کی چار دیواری میں قید رکھتے تھے۔ اسے باہر کی دنیا کا کچھ پتا ہی نہیں ہوتا تھا۔ قسمت کا کیا پتا ہوتا ہے کبھی جو برا وقت آجاتا تو بے چاری کے پیروں تلے سے زمین ہی کھسک جاتی نہ تعلیم نہ اعتماد کرے تو کیا کرے۔ جائے تو کہاں جائے خود بھی رلتی اور جو بچوں کا ساتھ ہوتا تو وہ بے چارے تو بے موت ہی مارے جاتے۔"

"اگر شوہر ظالم ہو تو اس کا ظلم خاموشی سے برداشت کرنا بھی تو بے وقوفی ہے۔ دیکھیے ناں اس طرح تو ظالم کو مزید شہہ ملے گی۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟ کس کا شوہر ظالم ہے۔" دادی ٹھٹکیں۔

"کسی کا نہیں' میں تو یونہی ایک بات کر رہی ہوں۔ دیکھیے ناں جو دلیر ہوتا ہے' جس میں اعتماد ہوتا ہے۔ وہ تو ہر کسی کے سامنے اعتماد اور دلیری کا مظاہرہ کرتا ہے جو بھی غلط کرتا ہے۔ اسے روکنے کی کوشش کرتا ہے اور میرا خیال ہے اگر شوہر غلطی کرے تو اسے بھی ضرور سمجھانا چاہیے۔"

"میں پوچھتی ہوں' یہ الٹا سیدھا آخر کیوں پوچھ رہی ہو تم' مہران تمہارے ساتھ اچھا تو ہے۔" دادی نے ٹیبل پر رکھی عینک ناک پر جما کر اس کا بغور جائزہ لیا۔ ہدیہ نے نظر چرالی۔

"مہران کا ذکر کہاں سے آگیا بیچ میں۔"

"سچ تو یہ ہے بچی کہ ہم نے اس لڑکے کو پرکھنے میں غلطی کی ہے۔ ہم تو یہ سمجھے بزرگوں کے احترام میں خاموش بیٹھا ہے۔ یہ تو اب پتا چلا وہ بات کرنا پسند ہی نہیں کرتا۔ بھئی میں بھی پانچ منٹ بیٹھ کر واپس آگئی اگر ہم نے بیٹی دی ہے۔ تو انہوں نے بھی بیٹی دی ہے حساب برابر ہے پھر ہم کیوں جھکیں۔"

"ویری گڈ دادی جان! بس مجھے ایسا ہی کوئی جملہ سننا تھا۔ پتا نہیں ہمارے گھر والے اس بات کو کیوں نہیں سمجھ رہے۔"

"ہم نے ادلے بدلے کی شادی کر کے غلطی کی ہے لیلیٰ بہت اچھی لڑکی ہے۔ مجھے ڈر ہے۔ تم لوگوں کی چپقلش میں کہیں حسین کا گھر بھی خراب نہ ہو۔"

"کیسی چپقلش دادی! آپ کو تو پتا ہے میں کتنی معصوم لڑکی ہوں جو بھی زیادتی ہے' صرف ان کی طرف سے ہے' خدا انہیں ہدایت دے۔"

واپسی پر مہران خاموشی سے ڈرائیو کرتا رہا۔ وہ بھی اس کے برابر میں بیٹھی بظاہر اس کی طرف سے مکمل بے نیاز باہر کے نظاروں سے لطف اندوز ہوتی رہی۔ جبکہ حقیقت یہ تھی کہ دونوں کا روم روم کان بن چکا تھا۔ ایک دوسرے سے کوئی جملہ سننے کا منتظر' وہ کہے تو میں بھی اپنی بے تابیوں کی داستان سناؤں وہ بھول چکا تھا کہ ابھی کچھ دیر پہلے لیلیٰ کو کام کرتے دیکھ کر اسے ہدیہ اور اس کے گھر والوں پر کتنا غصہ آیا تھا۔ تنہائی میں صرف یاد تھا تو اتنا کہ یہ پیاری سی لڑکی اس کی ہے' صرف اس کی اور یہ خفا خفا سی منہ موڑے بیٹھی ہے۔

"کچھ کھاؤ گی؟۔" آخر مہران نے ہار مان لی۔

"ابھی اتنا تو کھا کر آئی ہوں۔ بہت اچھا پکاتی ہیں میری امی' پتا نہیں اب دوبارہ کب نصیب ہوگا ان کے ہاتھ کا کھانا۔"

"اوفو' یہ تو میرے قریب بیٹھ کر بھی میکے میں ہی موجود ہے۔"

"کہو تو ابھی واپس چھوڑ آؤں۔" اب کے لہجہ خشک اور طنزیہ تھا۔

"جی ساری باتیں تو میری ہی مانی جاتی ہیں نا۔" ہدیہ خوف بالائے طاق رکھ کر بولی تھی اور مہران کو حیران کر گئی تھی۔ باقی کا راستہ خاموشی سے کٹا۔

گھر میں ثروت بیگم اور حمیدہ خالہ استقبال کے لیے موجود تھیں۔ دولہا دلہن دونوں کے منہ پھولے ہوئے۔ الٰہی خیر مہران کو کتنا سمجھا کر بھیجا تھا مگر لگتا تھا گڑبڑ کر ہی آیا ہے۔

"لیلیٰ کا کیا حال تھا۔" بہو سے ملتے ہوئے انہوں نے پوچھا۔

"ٹھیک ہے۔" ہدیہ نے مختصراً کہا۔

"ہاں بالکل ٹھیک، کچن کا کام نبٹا رہی تھی۔" مہران کے لہجے میں گہرا طنز تھا۔

"کچن کا کام۔ آپ سے کس نے کہا، ہمارے ہاں تو دلہن سے ایک ماہ تک کوئی کام نہیں کرواتے۔"

"تو کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں۔" اس نے تیزی سے کہا۔ وہ گھبرا کر پیچھے ہٹی اور امداد طلب نگاہوں سے ساس کی طرف دیکھا مگر وہ بھی اس حیرت کے اثر میں تھیں کہ سسرال میں ان کی چند روز کی بیاہی بیٹی سے کام لیا جا رہا ہے۔

"کتنی پیاری لگ رہی ہے ہماری بہو، ویسے تو خدا نے صورت ہی پیاری دی ہے جو بھی پہن لے سج جاتا ہے مگر اس رنگ میں بالکل پری لگ رہی ہے۔" حمیدہ خالہ نے ماحول کے تناؤ اور دلہن کی گھبرائی صورت دیکھ کر ماحول کو سازگار بنانے کی کوشش کی اور ہدیہ کا ہاتھ پکڑ کر اس کے کمرے میں لے گئیں۔

"مجھے بہت رونا آ رہا ہے۔ آنٹی!" انہیں ہمدرد پا کر ہدیہ رونی صورت بنا کر کہہ بیٹھی۔

"ناں میری پیاری بچی روئیں تمہارے دشمن۔"

"سچ کہتی ہوں آنٹی! ہم لیلیٰ بھابھی سے کوئی کام نہیں کروا رہے۔ ہو سکتا ہے جس وقت یہ آئے ہوں تب وہ امی کے پاس کسی کام سے یا پھر باتیں کرنے کے لیے کچن میں چلی گئی ہوں۔"

"غلط فہمیاں ہو جاتی ہیں اور انہیں دور بھی کیا جا سکتا ہے۔ تم دل پر کوئی بوجھ نہ لو۔ جوتے اتار کر آرام سے بستر پر بیٹھو۔"

اس سے پہلے کہ وہ ان کے پر عمل کرتی، مہران کمرے میں آ گیا اور آتے ہی بولا۔ "میرے لیے ایک کپ چائے تو بنا دو۔ میرے تو سر میں سخت درد ہے۔ خالہ! کیا بتاؤں ان کے گھر کے افراد کتنا بولتے ہیں، یوں لگتا ہے بولنے کا مقابلہ ہو رہا ہے۔ پتا نہیں بے چاری لیلیٰ وہاں کس طرح رہ رہی ہے۔"

"جس طرح میں یہاں رہ رہی ہوں۔" پتا نہیں کیسے ہدیہ کے منہ سے نکل گیا، شاید میکے کی برائی سن نہیں سکی کہ ہر لڑکی اس بارے میں بہت حساس ہوتی ہے۔ وہ تو شروع سے بڑی بولڈ لڑکی تھی مگر مہران کی سنجیدگی، غصے اور اکڑ نے اسے سہما کر خاموش کروا دیا تھا۔ اب بھی اگر بات میکے کی نہ ہوتی تو کبھی نہ بولتی۔ وہ رکی نہیں۔ اٹھ کر کچن میں چلی آئی۔

"دیکھا۔ کتنی زبان چلتی ہے اس لڑکی کی۔ اسے سمجھا دیں خالہ ورنہ بہت برا ہوگا۔"

"کیا سمجھا دوں کہ اپنے میکے کی برائی خاموشی سے سنتی رہا کرے۔ کیا وہ زر خرید ہے مہران! کیا اس کے کوئی جذبات نہیں ہیں جن خون کے رشتوں کو تمہاری خاطر وہ پیچھے چھوڑ آئی ہے، تم ان سے بے زاری کا اظہار کرو۔ ان کا مذاق اڑاؤ۔ اور خاموشی سے سنتی رہے، صرف اس لیے کہ وہ ایک عورت ہے۔ تمہارے رحم و کرم پر ہے۔"

"آخر لیلیٰ بھی تو۔۔۔"

"تو کیا ہوا ہے لیلیٰ کے ساتھ۔ تمہاری امی بتا رہی ہیں، شادی کے بعد وہ بہت خوش ہے۔"

"اس لیے کہ وہ صابر لڑکی ہے۔"

"کیا صابر ہونا صرف لڑکی کے لیے ضروری ہے۔"

"خالہ آپ تو بس۔" زچ ہو کر اس نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"ثروت کہاں گئی، بہو گھر آئی ہے اور کوئی سواگت کو بھی موجود نہیں اور تمہاری تو خوب ہی ہے، گھر آتے ہی اسے کچن میں بھیج دیا کہ چائے بنا کر لاؤ۔ بہت خوب بھلا نئی دلہن کے ساتھ کوئی یوں بھی کرتا ہے۔"

"مجھے کیا پتا، میں دلہنوں کے سلسلے میں کوئی تجربہ نہیں رکھتا۔"

"شاباش ہے۔" وہ ہنس پڑیں اور ثروت بیگم کی تلاش میں روانہ ہوئیں۔

دیکھا تو ثروت فون کر رہی تھیں۔ وہ سامنے صوفے پر آ بیٹھیں۔ گفتگو سے اندازہ لگایا یا بیلا یا لیلیٰ سے بات ہو رہی ہے۔ فون کر کے فارغ ہوئیں تو ہشاش بشاش تھیں ہنس کر بولیں۔

"مہران نے تو دم ہی نکال دیا تھا۔ میں نے لیلیٰ سے

بات کی ہے' وہ تو خوب ہی ہنسی اور بولی میں تو امی سے باتیں کرنے کے لیے کچن میں ان کے پاس کھڑی ہوئی تھی۔"

"اگر جو مہران نے دیکھا وہی سچ ہوتا تو پھر؟" حمیدہ خالہ حد درجہ سنجیدگی سے مخاطب تھیں۔ ثروت جواب میں کچھ کہہ نہیں سکیں۔

"تب تم حسین کی بہن کو بھی کچن جانے کا حکم دے دیتیں۔ تم بھول جاتیں وہ تمہارے گھر اترنے والی نئی نویلی بہار ہے' یاد رہتا تو صرف اتنا کہ وہ تمہاری بیٹی کی نند ہے۔"

"خالہ! ہم بھی انسان ہیں۔ جذباتی ہو جاتے ہیں' اولاد سے بڑھ کر بھی بھلا کچھ ہو سکتا ہے۔"

"یہ بھی یاد رکھو ثروت ہدیہ کو دکھ دے کر تم اپنے گھر کا سکون برباد کرو گی اگر یہ لڑکی خوش نہیں رہے گی تو تمہارا بیٹا بھی خوش نہیں رہ سکے گا۔"

"وہ تو اپنی بہن کے سلسلے میں مجھ سے زیادہ جذباتی ہے۔"

"تم سمجھاؤ اسے لیلیٰ کے ساتھ اچھا ہوا یا برا' اس میں بے چاری ہدیہ کا کوئی قصور نہیں ہے۔"

"آپ چائے پئیں گی؟" ہدیہ نے آکر دونوں سے پوچھا۔ ثروت نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا اور بولیں۔

"تم چائے بنانے لگی ہو۔"

"جی ہاں' آپ پئیں گی۔" لہجہ حد درجہ سنجیدہ اور رویا سا تھا۔

"تم بیٹھو۔ میں بناتی ہوں۔" ثروت اٹھیں۔

"نہیں۔ آپ کے بیٹے نے مجھ سے ہی چائے بنانے کو کہا۔" اس کے انداز نے ثروت کو صاف بتا دیا کہ مہران سے کوئی کھٹ پٹ ہوئی ہے۔

"وہ تو پاگل ہے۔ اسے کیا پتا نئی دلہنوں سے کام نہیں لیا جاتا۔"

"کوئی بات نہیں۔ میں بنا رہی ہوں۔" وہ واپس چلی گئی۔

"کم عمر ہے مگر ضدی ہے۔" ثروت بیگم کے انداز میں خفگی نہیں اس کے بچپنے پر پیار تھا۔

"اسی لیے ضدی ہے' اس عمر میں انسان اچھا کیا ہے اور برا کیا ہے کے بارے میں زیادہ نہیں سوچتا۔ اسے یہی احساس ہے کہ میرے سر پر باپ بھائی موجود ہیں۔ مہران اچھا نہیں رہے گا تو چلی جاؤں گی اپنے گھر' اسی لیے میں تم سے کہہ رہی ہوں۔ تم سمجھ داری سے کام لو' اسے بہت پیار دو۔ اس عمر میں اس کے دل میں تمہارے لیے اچھے جذبے پڑ گئے تو ساری عمر سکھی رہو گی۔"

"خالہ! میں قسم کھا کر کہتی ہوں۔ میرے دل میں کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ یہ میری بہو ہے اور مجھے اس کو گرفت میں رکھنا ہے مگر مہران' اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔"

"خیر' وہ میاں بیوی کا آپس کا معاملہ ہے۔ ہدیہ بڑی پیاری بچی ہے۔ مہران زیادہ دن اپنا موڈ خراب نہیں رکھ سکتا۔"

ابھی یہ باتیں کر رہی تھیں کہ ہدیہ چائے لے آئی۔ دونوں نے دعائیں دیں اور یہ بھی کہا ابھی تمہیں کام کرنے کی بالکل ضرورت نہیں۔ جب وہ چائے لے کر کمرے میں آئی تو مہران بستر پر لیٹا تھا۔ ٹی وی لگا رکھا تھا اور لگتا تھا سارا دھیان اسی طرف ہے' ہدیہ نے چائے کا کپ سائڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔ اور خود اسی طرح لیے دیئے انداز میں اپنی جگہ پر آ بیٹھی۔

مہران کا دھیان اب اسی کی طرف تھا مگر انا کی دیوار بیچ میں تھی بلائے تو کیونکر' کہے تو کیا کہے۔ وہ بھی اب بظاہر پوری دلچسپی سے ٹی وی دیکھ رہی تھی۔

"ہدیہ! بات سنو۔" لہجہ بے حد سخت تھا کہ الجھن جو سوار تھی۔

"کہیں' میں سن رہی ہوں۔"

اس نے ادھر دیکھا بھی نہیں۔ مہران نے ریموٹ اٹھا کر ٹی وی آف کیا اور بازو پکڑ کر ایک جھٹکے سے ہدیہ کا رخ اپنی سمت موڑ لیا۔ اتنی زور کا جھٹکا۔

"ہائے کتنے ظالم ہیں یہ اور مجھے سمجھ کیا رکھا ہے۔" وہ رونے لگی مگر بے بسی سے نہیں غصے سے۔ بس اس کا معاملہ کچھ ایسا ہی تھا۔ سخت غصہ آتا اور خود کو بے بس محسوس کرتی تو رونے لگتی۔

"کیا میں نے گولی مار دی ہے جو یوں ماتم کر رہی ہو۔"

"آپ مار بھی کیسے سکتے ہیں۔ کوئی میں لاوارث ہوں۔" بازو اس کی گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش میں وہ اسی پر آگری اور مہران کو لگا، سارا بدن جل اٹھا ہے اور یہ آگ کتنی مدہوش کن ہے۔ جی چاہا اسے بانہوں میں بھر لے مگر اف یہ انا، یہ ضد اس نے تو تھاما ہوا بازو بھی چھوڑ دیا۔

"مجھے یہاں نہیں رہنا۔ میں اپنے گھر جا رہی ہوں۔" اس نے کوشش تو بہت کی کہ یہ نامراد آنسو تھم جائیں مگر موتی قطار در قطار ٹوٹ رہے تھے۔

"تم بیوی ہو میری، میری اجازت کے بغیر ایک قدم بھی باہر نہیں رکھ سکتیں۔ سنا تم نے۔"

بہت جلتی بلتی رات تھی وہ۔ اتنے دن ہدیہ دور رہی اور وہ اسے یاد کرتا رہا۔ کیا کیا سوچتا رہا اس کے بارے میں اور اب جب وہ قریب تھی تو کتنے فاصلے تھے دونوں کے درمیان۔ مگر وہ مرد تھا۔ مالک تھا منکوحہ تھی۔ وہ اس کی، خفا ہے، حق دینے کو تیار نہیں۔ منہ موڑے پڑی ہے تو کیا ہوا۔ جو میرا حق ہے مجھے لینا ہے۔ اس کے غصے کی پروا کسے ہے۔ مگر وہ کیا سوچے گی، میں ان پڑھ جاہل مرد تو نہیں ہوں، اپنے نفس پر اتنا اختیار بھی نہ ہو تو لعنت ہے مجھ پر۔ پہلے کروٹ بدلی پھر اٹھ کر دو گلاس پانی چڑھائے۔ کام نہیں بنا تو تکیہ اٹھا کر صوفے پر رکھا اور بغیر کمبل کے لیٹ گیا۔

نیند تو ہدیہ کو بھی نہیں آ رہی تھی۔ حلق میں کانٹے تو چبھ رہے تھے قصور میرا بھی ہے۔ اگر وہ غصے میں تھے تو میں چپ رہتی امی کہتی ہیں اب شوہر کا گھر ہی تمہارا گھر ہے۔ اس کی عزت تمہاری عزت ہے۔ مجھے سوری کر لینا چاہیے۔ مگر ان کے غصے سے ڈر لگتا ہے۔ میں سوری بولوں اور وہ کچھ کڑوی کسیلی کہہ دیں یا پھر ہاتھ ہی جڑ دیں ان سے کچھ بھی بعید نہیں مجھے غصہ ور لوگوں سے تو ویسے بھی بڑا ڈر لگتا ہے۔ مگر مجھ میں بھی ہمت ہے جب ہی تو ان کے غصے کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے صاف سنا دیں، ان کو بس میں نے اچھا کیا جو کہہ دیا مگر یہ اب مانیں گے کس طرح؟

ناراض ہیں تو مجھے کتنا عجیب سا لگ رہا ہے۔ بے چینی الگ ہے اور ہیں کیسے پتھر دل۔ میری کوئی پروا نہیں، جا کر صوفے پر لیٹ گئے ہیں۔

اسے نیند نہیں آ رہی تھی مگر اپنی بے چینی مہران پر تو ظاہر نہیں کرنی تھی ایک ہی کروٹ آنکھیں بند کیے چپ چاپ پڑی تھی، اور یوں لیٹے لیٹے تھکن ہونے لگی تھی۔

اف صبح تک اگر یونہی پڑی رہی تو جسم جام ہو جائے گا۔ یہ تو لگتا ہے رات کو سوتے ہی نہیں ہیں۔ مجھے پیاس بھی لگ رہی ہے۔ دو گلاس خود پی لیے۔ اتنا نہیں ہوا مجھ سے بھی پوچھ لیتے حالانکہ یہ صلح کرنے کا کتنا اچھا موقعہ تھا۔

اب مجھے ہی سوری کرنا ہے مگر کس طرح؟ یہی سب سوچتے ہوئے وہ نیند کی وادی میں اتر گئی۔

صبح جب آنکھ کھلی تو رات کی باتیں فراموش کر چکی تھی۔ مہران بستر پر موجود نہیں تھا۔ اس نے کمرے میں نگاہ دوڑائی وہ نہیں تھا پھر وال کلاک کی طرف دیکھا۔

"اوہ میرے اللہ، دس بج رہے ہیں۔ اتنا سوئی ہوں میں اور پھر ساتھ ہی گزری رات یاد آ گئی۔ سوئی بھی تو کتنا لیٹ تھی اور کس قدر بوجھ تھا میرے ذہن پر، پتا نہیں اب ہیں کہاں شاید باتھ روم میں ہوں گے۔" وہ یونہی بستر پر لیٹی انتظار کرنے لگی۔

دروازے پر دستک دے کر حمیدہ خالہ کمرے میں آئیں اور مسکرا کر بڑے پیار سے بولیں۔

"اٹھ گئی میری بٹی، اب بتاؤ ناشتے میں کیا لوگی۔"

"جو وہ کھائیں گے۔ میں بھی کھا لوں گی۔" ان کے انداز اور اپنائیت سے بے حد متاثر ہو کر اس نے دھیرے سے کہا۔ وہ کچھ خاموش سی ہو گئیں پھر سوچ کر بولیں۔

"ممکن ہے۔ تم بہت تھکی ہوئی ہو۔ گہری نیند سو رہی ہو اس لیے مہران نے نہ جگایا ہو، وہ تو صبح بہت جلدی اٹھ گیا تھا اور اب ایک ضروری کام کی وجہ سے دفتر گیا ہے۔"

"آفس چلے گئے ہیں وہ؟" بے حد حیران اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"تو کیا رات کو بھی اس نے تم سے کوئی ذکر نہیں کیا۔"

"مجھے کسی قابل سمجھتے ہی کہاں ہیں۔" تلخی اور بے بسی' اس کے لہجے میں دونوں کی جھلک تھی۔ حمیدہ خالہ ہنس پڑیں اور بولیں۔

"تمہاری شادی کو ابھی دن ہی کتنے ہوئے ہیں۔ اپنائیت بھی آہستہ آہستہ ہی محسوس ہوگی۔"

"حسین بھائی کی شادی ہم سے صرف ایک روز پہلے ہوئی تھی' ان میں اور بھابھی میں اتنی انڈراسٹینڈنگ ہے کہ کیا بتاؤں۔"

"ہر کسی کا اپنا اپنا مزاج ہوتا ہے۔ مہران اس گھر کا اکلوتا بیٹا ہے اور تم بھی اللہ رکھے چار بھائیوں کی ایک ہی بہن ہو۔ اکلوتے بچے لاڈلے اور مزاج دار ہوتے ہیں۔"

"میں ناشتا نہیں کروں گی۔" اس نے بالکل ایسے ہی ہٹ دھرمی سے کہا تھا جیسے امی سے ناراض ہوتی تو اعلان کر دیا کرتی تھی۔

"اگر بھوک کی بچی نہیں ہو تو واقعی ناشتا نہ کرنا ہی مناسب ہے بلکہ کپڑے بھی تبدیل مت کرو۔ بیٹھی رہو۔ میں مہران کو فون کرتی ہوں بتاتی ہوں۔ دلہن نے تمہارے یوں جانے کا بہت اثر لیا ہے۔ وہ نہ تو کچھ کھا رہی ہے اور نہ ہی اس نے کپڑے بدلے ہیں۔"

"سچی خالہ! بڑے ظالم ہیں آپ کے نواسے۔" اس نے گلہ کیا۔

"بیٹا عورت کو بڑے بڑے ظلم برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ بہت سی باتیں مزاج کے خلاف ہوتی ہیں مگر مجبوراً" جی پر جبر کر کے سہنا پڑتی ہیں گھر یونہی تو نہیں بس جاتے اُس کے لیے بڑی قربانیوں کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ ساری قربانیاں بے چاری عورت کے حصے میں آتی ہیں۔"

"یہ انصاف تو نہیں۔"

"یہ دستور ہے اور ہم کمزور عورتیں اس دستور پر صدیوں سے عمل کرتی چلی آرہی ہیں۔"

"میں تے نہیں چلنا اس پر۔ میں ناشتا کرنے لگی ہوں۔" اچانک ہی اس نے فیصلہ بدل دیا۔ حمیدہ خالہ بس دیکھتی رہ گئیں۔

"ابھی بچی ہے۔ اسے اونچ نیچ کا احساس نہیں' مہران کو ہی عقل سے کام لینا ہوگا۔" انہوں نے لاؤنج میں آ کر نمبر ملایا۔ مہران سے بات کی اور خوب ہی ڈانٹا اسے۔

"کیا ابھی تک بھوکی بیٹھی ہے۔" وہ شرمندہ تھا۔

"تو اور کیا' تمہارے جاتے ہی وہ بھی جاگ گئی تھی۔ اب دو گھنٹے ہونے کو آئے۔ بھوکی پیاسی رونی صورت بنائے بیٹھی ہے۔"

"امی کہاں ہیں۔ انہیں کہیں اسے ناشتا کروائیں۔"

"وہ تو پڑوس میں گئی ہیں۔ صدف کی ساس بیمار ہے اسی کے پاس۔"

"اچھا پھر آپ کروا دیں ناشتا۔"

"میں کیوں کروا دوں اور کیسے کروا دوں۔ تم نے یوں اسے سوتا چھوڑ کر دفتر جانے سے پہلے نہیں سوچا تھا کہ وہ جاگے گی اور جب یہ پتا چلے گا صاحب بہادر اکیلے ہی اکیلے ڈٹ کر ناشتا کرنے کے بعد جا چکے ہیں تو اس کے دل پر کیا بیتے گی۔"

"کس نے کیا ہے ڈٹ کر ناشتا۔ صرف ایک کپ چائے کا پی کر چلا آیا ہوں۔"

"پھر گھر کب آ رہے ہو؟" اس کا دکھڑا نہیں سنا فوراً" پوچھنے لگیں۔

"ابھی آ رہا ہوں؟"

ہدیہ اس کے یوں چلے آنے پر اداس ہے' اس نے نہ کپڑے بدلے ہیں نہ ناشتا کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے اس کے دل میں بھی میرا خیال ہے۔ وہ کافی خوش تھا اور یوں بھی ایک چھت تلے رات جس طرح اس نے گزاری تھی۔ یہ صرف اس کا دل ہی جانتا تھا۔ روز روز انا کے پرچم بلند کرنے کی ہمت نہیں تھی نہ وہ چاہتا تھا۔

"جتنی جلدی ممکن ہو بس صلح ہو جائے۔" رات صوفے پر نیند نہیں آئی' انتظار ہی رہا شاید ابھی وہ آ جائے اور کہے "چلیے بیڈ پر چل کر سوئیے مگر وہ بھی اپنے نام کی ایک ہی تھی۔ نہیں آئی مزے سے سو گئی

گویا پرواہی نہیں آپ جائیں جہنم میں ہم تو اپنی نیند پوری کریں گے۔ صبح اسی غصے میں وہ آفس چلا آیا' یہاں آکر بھی چین نہیں پڑا۔ہدیہ کی صورت نہ چاہتے ہوئے بھی نگاہوں کے سامنے آجاتی اور اس پر جھنجھلاہٹ سوار ہونے لگی۔

مگر اب جو خالہ حمیدہ بتارہی تھیں تو جی چاہتا تھا کہ اڑ کر گھر پہنچ جائے۔ جس وقت مہران گھر پہنچا۔ رشتے کی چچی ان کے ہاں آئی بیٹھی تھیں' خالہ ان کے ساتھ باتوں میں مگن تھیں صرف سلام کا جواب دیا اور وہ اپنے کمرے میں آگیا۔ہدیہ وہاں موجود نہیں تھی ادھر ادھر تلاش کرتا کچن تک آیا اور جیسے کسی نے گرم پانی سارے وجود پر انڈیل دیا۔

سامنے بیٹھی وہ بڑے مزے سے انڈے اور سلائس کا ناشتا کررہی تھی قریب ہی گرم چائے کا کپ اور جام کی بوتل۔ جی تو چاہا ٹیبل الٹ دے اور حمیدہ خالہ سے اس جھوٹ کی وجہ پوچھے۔ہدیہ نے اس کے لال انگارہ چہرے پر نظر ڈالی۔ ناشتا بھول گیا جلدی سے اٹھ کر کھڑی ہوئی اور گھبراہٹ میں بولی۔

"اتنی جلدی واپس آگئے آپ؟۔"

"ہاں' آفس ہی گیا تھا۔ کوئی دوسری دنیا میں تو نہیں گیا تھا جو آپ اتنی خوش ہو کر موج اڑا رہی تھیں۔"

"کون سی موج۔" اس نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یہ ادلے بدلے کے رشتے کس قدر مصیبت بن جاتے ہیں۔" جھلا کر اس نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

"پتا نہیں اب کیا خطا ہوئی مجھ سے ایک تو بھوک سے برا حال ہے خالہ کی کوئی ملنے والی آئیں تو میں نے سوچا' چلو تھوڑا سا کھا لیتی ہوں مگر نہیں جی یہ مجھے کھاتا ہوا دیکھ ہی کب سکتے ہیں ایک سلائس کیا لے لیا موج اڑانے کا طعنہ مل گیا۔ اگر انہوں نے میرے کھانے پینے پر پابندی لگائی تو میں نہیں رہوں گی۔ یہاں اپنے گھر واپس چلی جاؤں گی۔" بہت رونا آرہا تھا اور ضبط کرنے کی کوشش بھی نہیں کی۔ آنسو قطار در قطار بہنے لگے۔ جب حمیدہ خالہ کچن میں آئیں تو منظر حیران کن تھا۔ ٹیبل پر سجا ناشتا اور قریب بیٹھی آنسو بہاتی ہدیہ۔

"آیا نہیں ابھی تک۔" انہوں نے پوچھا۔

"آئے تو تھے پتا نہیں گھر پر ہی ہیں یا واپس چلے گئے۔" رندھی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"تم کیوں رو رہی ہو؟ کیا بہت بھوک لگی ہے۔"

"تو اور کیا دم نکل رہا ہے بھوک سے۔"

"اچھا میں دیکھتی ہوں اسے۔" وہ تو یہی سمجھیں کہ بے چاری بھوکی پیاسی انتظار میں بیٹھی ہے۔

♥ ♡ ♡ ♥

مہران کے دوست نے نئے نئے جوڑے کو ڈنر پر بلایا تھا۔ مہران کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی' ٹمپریچر محسوس کررہا تھا۔ وہ بڑی خاموشی سے تیاری میں لگا تھا۔ ہدیہ نے اپنے لیے کون سے کپڑے نکالے ہیں۔ وہ کیسا میک اپ کررہی ہے۔ اس نے بالکل دھیان نہیں دیا۔ ہدیہ کافی جلدی جلدی تیار ہو رہی تھی کہیں مہران سے ڈانٹ نہ پڑ جائے موڈ تو ویسے ہی خاصا خراب لگ رہا ہے۔ اس نے شادی سے پہلے کبھی زیادہ میک اپ نہیں کیا تھا۔ بس لائٹ کلر کی لپ اسٹک اور کبھی کبھار مسکارا اور بلشر شادی کے بعد ہیوی میک اپ کرنے میں اسے کافی مشکل پیش آتی تھی۔ لیلی بتاتی تھی حسین اس کی تیاری کے وقت قریب موجود ہوتا ہے اور وہ اس کے مشوروں کے مطابق ہی تیار ہوتی ہے۔ تب ہدیہ نے آہ بھر کر اپنے نصیبوں کو کوسا تھا۔ کتنے اچھے ہیں حسین بھائی اور کتنے برے ہیں یہ مہران۔

تیاری آخری مرحلے میں تھی جب ثروت بیگم نے حسین کی آمد کی اطلاع دی۔ "بھائی آئے ہیں" وہ ہیر برش وہیں چھوڑ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"سنو اب بیٹھ ہی نہ جانا ہمیں ڈاکٹر ہمدانی کی طرف بھی جانا ہے۔" جب وہ دونوں حسین سے ملنے کے لیے اپنے کمرے سے نکلے تھے تب مہران نے کس قدر بے زاری سے کہا تھا کہ طبیعت بہت بوجھل ہو رہی تھی اسے ہمدانی کی طرف جانا بھی ایک مصیبت لگ رہا تھا۔

"اگر لیلی بھابھی ساتھ ہوتیں تو آپ کبھی یہ بات نہ کہتے۔ میرے بھائی جان سے ملنا آپ کو پسند

نہیں۔" وہ اس کا یوں کہنا برداشت نہیں کر سکی۔

"یہ بات نہیں ہے ہدیہ؟" مہران کو بھی اپنے لفظوں کا احساس ہوا تو وضاحت کی کوشش کی۔

"یہی بات ہے۔" وہ اس کی سنے بغیر تیزی سے قدم اٹھاتی ڈرائنگ روم میں چلی گئی۔

"ہیلو مائی سویٹ سسٹر۔" حسین نے اسے ساتھ لگا کر بہت پیار سے کہا۔

"ہائے بھائی! کتنا مس کرتی ہوں میں آپ سب کو' پتا نہیں کیوں آپ لوگوں نے اتنی جلدی میری شادی کر دی۔" مہران اس وقت کمرے میں داخل ہوا اور اس نے ہدیہ کا صرف یہی فقرہ سنا اور بڑھتے قدم رک گئے۔

"سچی بھائی! بالکل مزا نہیں آتا۔" وہ اس کی آمد سے بے خبر کہہ رہی تھی۔ جبکہ حسین مہران کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ چکا تھا' آگے بڑھ کر ملا اور حال پوچھا۔

"طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" وہ اتنا کہہ کر کاؤچ پر بیٹھ گیا۔

"کیا ہوا؟" حسین نے فکر مندی کا اظہار کیا۔

"میں چائے لے کر آتی ہوں۔" مہران کے کچھ کہنے سے پہلے ہدیہ بول اٹھی' صرف اس لیے کہ اسے اپنے شوہر کی طرف سے خطرہ ہی تھا پتا نہیں جواب میں کیا کہہ دے انہیں کسی کے خلوص کی قدر ہی کب ہے۔

"آپ آرام کریں مہران بھائی۔" جاتے ہوئے ہدیہ نے حسین کو یہ کہتے سنا' جواب میں کیا کہا گیا۔ وہ سن ہی نہیں سکی۔ البتہ جب حسین چائے پیتے ہی جانے کی اجازت لیتا ہوا کھڑا ہوا تو اس نے رکنے کو کہا۔

"نہیں گڑیا! آپ لوگ کہیں انوائٹ ہیں' میری وجہ سے پہلے ہی لیٹ ہو گئے ہیں۔"

"تمہارا جانا اتنا ضروری بھی نہیں۔" اسے مہران پر سخت غصہ آیا۔ تو آخر جتا ہی دیا میرے بھائی پر کہ ہم اس کی وجہ سے لیٹ ہو گئے۔ جی چاہ رہا تھا اب تو جانے سے صاف انکار ہی کر دے۔

حسین کے جاتے ہی یہ لوگ بھی گاڑی میں آ بیٹھے۔ ڈاکٹر اور ان کی بیگم بہت محبت سے ملے مگر ہدیہ کا موڈ خاصا بگڑا ہوا تھا۔ وہ زیادہ تر باتوں کا جواب بس ہوں ہاں میں ہی دیتی رہی۔

"کیا کر رہی ہو؟ ٹھیک طرح سے بات تو کرو۔" آخر مہران کو چپکے سے ٹوکنا پڑا مگر اس نے سنی ان سنی کر دی۔ شادی کے بعد عورت بہت بے بس ہو جاتی ہے اسے شوہر کی کڑوی کسیلی برداشت کرنا پڑتی ہیں۔ مگر بیٹی دے کر اس کا سارا خاندان ہی غلامی میں آ جائے یہ کہاں کا انصاف ہے اور پھر جو رشتہ میرے گھر والوں کا ان سے ہے وہی ان کا میری فیملی سے ہے تو پھر میرے گھر والوں کو کیا ان کی شرافت کی سزا دی جا رہی ہے مگر مجھے یہ سزا قبول نہیں۔ مجھے جو بھی کہیں منظور ہے مگر میری فیملی کی انسلٹ یہ میری برداشت سے باہر ہے۔

"اے کہاں گم ہو۔" مہران نے بازو پر ہاتھ رکھا وہ چونک کر اس کی شکل دیکھنے لگی اور یہاں موجود سب لوگ ہنس پڑے۔ "یہ بھابھی نگین تم سے کچھ کہہ رہی ہیں" بظاہر تو وہ مسکرا کر کہہ رہا تھا۔ مگر اس وقت اس کی آنکھوں میں جو قہر تھا' وہ صرف ہدیہ ہی دیکھ سکتی تھی۔

"دیکھیں اب گھر جا کر کیا فرماتے ہیں حضور۔" لیکن وہاں تو گھر پہنچنے کا بھی انتظار نہیں کیا گیا گاڑی میں ہی وہ اسے سخت سست کہہ رہا تھا۔

"تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں ہے' کوئی بات کرے تو بات کا جواب بھی دینا ہوتا ہے' کسی تقریب میں جائیں تو یوں نہیں بیٹھ جاتے جیسے زبردستی پکڑ کر لائے گئے ہوں آج تمہاری وجہ سے دوستوں میں جس قدر شرمندگی اٹھانی پڑی ہے۔ یہ مجھے ہمیشہ یاد رہے گی تمہیں کسی بات کی کوئی تمیز نہیں تمہاری تربیت....."

"آپ مجھے میرے ابا کے گھر چھوڑ آئیں۔" بات تربیت پر آئی تو وہ بول اٹھی۔ مہران نے اس کے چہرے کی جانب دیکھ کر اندازہ لگانا چاہا جو وہ کہہ رہی ہے اس بارے میں کس حد تک سنجیدہ ہے۔

"مجھے میرے ابو کے گھر چھوڑ آئیں۔" اس نے

دوبارہ دوہرایا۔

"کیوں اب کیا تکلیف ہوئی ہے۔" اس کی بات نے پریشان تو کیا تھا۔ مگر وہ کوئی کمزوری اس پر ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"آپ مجھے جو مرضی کہہ لیا کریں۔ مگر اپنے گھر والوں کے بارے میں، میں کوئی بات برداشت نہیں کر سکتی۔"

"چاہے سچ ہی ہو۔" وہ زہر خند لہجے میں گویا ہوا۔ "خود میں چاہے کتنی برائیاں ہوں، دوسروں پر طنز کرنے سے باز نہیں آتے لوگ۔"

"شٹ اپ۔" وہ دھاڑا۔

"میں پہلے بھی کہہ چکی ہوں۔ اپنے گھر والوں کے بارے میں کچھ نہیں سنوں گی میں۔"

"کیا کرلوگی میرا؟ بولو کیا بگاڑ لوگی۔"

"مجھے پتا ہے بہت کمزور ہوں۔ میں کچھ نہیں کہہ سکتی آپ کو۔ اس لیے تو کہہ رہی ہوں مجھے میرے گھر چھوڑ آئیں۔"

"میں ملازم نہیں ہوں تمہارا۔ جانا چاہتی ہو تو خود ہی چلی جاؤ۔"

"ٹھیک ہے۔ صبح میں چلی جاؤں گی۔" رندھے گلے سے کہہ کر وہ رخ موڑ کر باہر دیکھنے لگی۔

"کس قدر بدتمیز لڑکی ہے۔ اسے پتا ہی نہیں شوہر کو عزت کس طرح دی جاتی ہے۔ گھر والوں نے لاڈ پیار میں دماغ خراب کر رکھا ہے۔" مہران کا خیال تھا۔ صبح تک غصہ اتر جائے گا۔ رات کی بات بھول جائے گی مگر ایسا ہوا نہیں۔ رات ایک بیڈ ایک روم میں سونے کے باوجود وہ فاصلے پر ہی رہی۔ اور جب آفس سے واپسی ہوئی تو وہ موجود نہیں تھی۔

"امی! ہدیہ کہاں ہے۔؟"

"میکے گئی ہے۔ کیا تم سے بات نہیں کی تھی اس نے۔" اور تب پہلی بار مہران کو معاملے کی شدت کا احساس ہوا، ادلے بدلے کی شادی کی قباحتیں۔

"پتا نہیں ادھر لیلیٰ کے ساتھ کیا سلوک ہوا ہو گا۔" عجلت میں نمبر ملایا ادھر عمران نے اٹینڈ کیا۔

"لیلیٰ کو بلا دو۔" بغیر دعا سلام کے اس نے کہا تھا۔

"بھابھی اور حسین بھائی تو ایک ہفتے کے لیے کراچی گئے ہیں۔ آپ نے یقیناً "اب ہدیہ باجی سے بات کرنا ہو گی۔" وہ شرارت سے ہنسا تھا۔

"نہیں۔ فی الحال میں جلدی میں ہوں۔" وہ اور کہتا بھی کیا۔

دو تین روز وہ بھی منتظر رہا۔ امی بھی انتظار کرتی رہیں پھر پوچھ ہی بیٹھیں "ہدیہ کب تک آجائے گی۔ تم گئے ہو اس کے میکے۔"

"آجائے گی چند روز تک۔" اس نے بات ٹال دی مگر بے چینی بڑھتی چلی گئی۔ شادی کو ابھی عرصہ ہی کتنا ہوا تھا مگر لگتا وہ ہمیشہ سے اس کے ساتھ تھی۔ ضدی ہے، بدتمیز ہے مگر ہے تو میری اپنی، سمجھ میں نہیں آتا کیسے سدھرے گی۔ ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کرتی اور میں جھک جاؤں۔ یہ ناممکن ہے۔ اسے ہی ہار ماننا ہو گی۔ دن کچھ اور آگے کھسک گئے۔

♥ ♡ ♡ ♥

آفس میں حسین کا فون آیا۔ وہ جھگڑے کی نوعیت جاننا چاہ رہا تھا۔ مہران نے اس کی شکایتوں کا دفتر کھول دیا۔ "خود سر ہے، سست، موڈی اور ذرا ذرا سی بات پر غصے میں آجانے والی احمق لڑکی ہے۔"

"میں آپ کی طرف آؤں گا، شام کو، پھر بات ہو گی۔" حسین کا انداز بتا رہا تھا مصالحت کے موڈ میں ہے۔ مہران کو خاصی تسکین ملی، مجھے جھکنا نہیں پڑے گا۔ وہ خود ہی صلح صفائی کی کوشش میں لگے ہیں۔ شام کو حسین اکیلا نہیں اس کے والدین بھی ساتھ آئے۔ تب مہران کے امی ابو کو اصل بات کا علم ہوا۔

"ذرا سی بات پر گھر چھوڑ جانا" یہ تو بڑی غیر ذمہ دارانہ حرکت ہے۔" مہران کی امی کو ہدیہ کی یہ حرکت اچھی نہیں لگی تھی۔ مہران بھی اکھڑا اکھڑا سا بولتا رہا۔ کچھ دیر کے بعد وہ لوگ چلے گئے امی نے کہہ دیا "ہدیہ ہماری بیٹی ہے، ہم خود اسے لینے آئیں گے۔ مگر مہران نے ایسا کوئی ارادہ ظاہر نہیں کیا۔

"ہم نے بیٹی دی ہے اس گھر میں، مہران تمہیں عقل سے کام لینا ہو گا۔"

"ان کی بدتمیز بیٹی کو اپنا لوں اس کا مطلب تو یہ ہے

کہ بیٹی دے کر بھی ہمارا سر جھکے اور لے کر بھی۔"
"بہر حال تمہیں ہدیہ کو لے کر آنا ہے۔"
"سوچوں گا۔" وہ اتنا کہہ کر کمرے میں چلا گیا۔ پھر لیلیٰ ان کے ہاں آئی اس وقت آفس میں تھا۔ آفس سے واپسی پر اسے گھر میں دیکھا تو ٹھٹکا۔ آخر کار انہوں نے میری بہن کو میکے بجھوا ہی دیا۔ کہنے کو اس کے پاس کچھ نہیں تھا۔ سوالیہ نظروں سے بہن کی جانب دیکھا۔
"کیسے ہیں بھائی آپ۔؟"
"میں بالکل ٹھیک ہوں تم کیسے آئیں۔؟"
"کچھ یاد ہے آپ کو' ہدیہ کو یہاں سے گئے کتنے روز ہونے کو ہیں؟۔" وہ چپ رہا تو خود ہی بولی۔ "تقریباً" ایک ماہ اور جب نئی نویلی بیاہی بیٹیاں بغیر کسی وجہ کے اتنے روز کے لیے میکے آکر بیٹھ جاتی ہیں تو لوگوں کی آنکھیں اور زبانیں سوال کرنے لگتی ہیں۔ ماں باپ وضاحتیں کرتے کرتے تھک جاتے ہیں' مگر لوگوں کی تسلی نہیں ہوتی۔ بیٹی قصوروار ہو یا معصوم' والدین اسے ہر حال میں واپس سسرال بھیج دینا چاہتے ہیں۔ ایک بار عورت میکے کی دہلیز چھوڑ دے تو پھر اس کے لیے واپسی کا کوئی راستہ نہیں ہوتا۔"
"مگر یہ بات تمہاری بے وقوف نند کو معلوم نہیں۔"
"میری بھابھی ابھی کم عمر اور ناسمجھ ہے۔ کچھ جذباتی بھی ہے۔ آپ اسے پیار سے سمجھائیں گے تو سمجھ جائے گی۔"
"تم کیسے آئیں؟۔"
"میں آپ سے یہی کہنے کے لیے آئی ہوں۔"
"تمہیں ان لوگوں نے بھیجا ہوگا ہم پر یہ ثابت کرنے کے لیے کہ بدلہ وہ بھی لے سکتے ہیں۔"
"اگر انہوں نے بدلہ ہی لینا ہوتا تو اس میں اتنی دیر کیوں لگاتے۔ فوراً" مجھے بھی میکے بھیج دیتے۔"
"میرا انتظار کر رہے ہوں گے اس امید پر ہوں گے کہ شاید میں ان کی لاڈلی کو آکر لے ہی جاؤں۔"
"بیٹیاں تو سب کی لاڈلی ہوتی ہیں بھیا۔"
"مگر تربیت بھی ضروری ہوتی ہے۔ جبکہ وہ لڑکی صرف اور صرف لاڈ پیار میں پالی گئی ہے اور جو گھر والوں کی اس غلطی کے متعلق کوئی بات کر دو تو آپے سے باہر ہونے لگتی ہے۔"
"وہ لوگ واقعی بہت شریف ہیں بیٹا! انہوں نے ایک بار بھی تمہاری بہن کو جتایا نہیں ہے۔ اسی پیار اور احترام سے رکھا ہے' جو پہلے اسے دیتے رہے ہیں۔ تم تیار رہنا۔ ہم آج ہی ان کی طرف جائیں گے' وہ تمہاری بیوی ہے۔ یہ بندھن اتنا کچا تو نہیں جو ذرا سی بات پر توڑ دیا جائے۔"
"توڑنے کی بات کون کرتا ہے۔؟" یہ حقیقت تھی ہدیہ جیسی تھی اس کی ساتھی تھی اور اسے یہ ساتھ اچھا لگتا تھا۔ وہ یہاں رہے یا وہاں مگر رہے گی تو اس کی۔
"اگر اس رشتے کی نوعیت اور مضبوطی کو سمجھتے ہو تو پھر مزید کوئی بات نہیں۔ بس تمہیں میرے ساتھ چلنا ہے۔ مجھے پورا یقین ہے وہ ہمارے ساتھ آجائے گی بلکہ ہماری منتظر ہی ہوگی۔"
"آپ کو یہ بھی بتا دوں' اسے میں نے نہیں بھیجا۔

ادارہ خواتین ڈائجسٹ
کی طرف سے بہنوں کے لیے خوبصورت تحفہ
خواتین کا گھریلو انسائیکلوپیڈیا
شائع ہو گیا ہے
خوبصورت سرورق، آفسٹ چھپائی، مضبوط جلد،
قیمت 450/ روپے
پتا ذیل سے خریدیں
- مکتبہ عمران ڈائجسٹ، اردو بازار کراچی
- احمد نیوز ایجنسی، فریئر مارکیٹ کراچی
- سلطان نیوز ایجنسی، اخبار مارکیٹ لاہور
- اشرف بک ایجنسی راولپنڈی • مہران نیوز ایجنسی حیدرآباد

بذریعہ ڈاک منگوانے کا پتا مکتبہ عمران ڈائجسٹ 37 اردو بازار کراچی

وہ خود ہی گئی ہے۔"

"جو ہوا سو ہوا' اب پرانی باتوں کو مت دوہراؤ۔"

وہ جانے کو تیار ہو گیا تھا مگر بار بار یہ خیال بھی آتا اگر اس نے آنے سے انکار کر دیا تو کتنی انسلٹ ہو گی۔ وہ ضدی لڑکی ہے بات پر اڑ گئی تو پھر ٹلے گی نہیں' پھر اس وقت میکے میں ہے جہاں سب ہی اس کی حمایت کرنے والے ہیں وہ بھلا کیوں سنے گی ہماری بات۔ اگر لیلی کا معاملہ درمیان میں نہ ہوتا تو میں انکار کے باوجود اسے زبردستی اٹھا کر لے آتا۔

جس وقت امی اور وہ ان کے ہاں پہنچے' دونوں چھوٹے بھائی کسی دوست کے ہاں جانے کے ارادے سے نکل رہے تھے۔ ان دونوں کی آمد کو انہوں نے حیرت اور خوشی کے ساتھ دیکھا۔ جبکہ مہران کا تو خیال تھا منہ پھیر لیں گے۔ گھر کے باقی افراد سے ملاقات ہوئی تو وہ بھی بہت اپنائیت سے ملے۔ البتہ ایک سوال اور خوف ان کے چہرے پر تھا کہ یہ لوگ کس لیے آئے ہیں امی نے جلد ہی اس سوال کا جواب دے کر انہیں مطمئن کر دیا۔

"ہدیہ آپ کی بچی ہے بہن جی! جب چاہے لے جائیں۔" اس کے ابو نے آسودگی سے کہا تھا۔

"تو اور کیا نادان ہے۔ ذرا ذرا سی بات کو دل پر لے بیٹھتی ہے۔ بہتیرا سمجھایا ہے میں نے۔ بھلا یہ کوئی بات ہے بیاہی ہو کر بغیر کسی وجہ کے میکے بیٹھ گئی ہو مگر سچ تو یہ ہے کہ زیادہ لاڈ پیار نے اس کا دماغ خراب کر دیا ہے۔" دادی جان کے کہنے پر مہران نے کچھ حیرت سے ان کی جانب دیکھا۔

کیا واقعی! یہ اپنی پیاری پوتی کے لیے ایسا ہی کہہ رہی ہیں یا میرے کان بج رہے ہیں۔

"بہت سمجھایا ہے میں نے اسے مگر بے وقوف ہے نہیں سمجھتی۔"

یہ امی تھیں۔ حسین اور ابو بھی ایسی ہی باتیں کر رہے اور جب حسین نے مہران سے یہ کہا۔

"آپ اس کی مرضی کے خلاف بھی اسے لے جائیں تو یہ آپ کا حق بنتا ہے۔" تو وہ بول اٹھا۔

"اتنی بھاری ہے بیٹی آپ لوگوں پر۔"

"یہ بات نہیں ہے بیٹا! اصل میں ہمارے خاندان میں کبھی ایسا ہوا نہیں کہ بیٹی روٹھ کر میکے آ بیٹھے۔ میری بہنیں اور بھائی بار بار مجھے اس بات کا احساس دلا رہے ہیں اور وہ سخت خفا ہیں ہم سے۔"

"اور میرے میکے والوں کا ردعمل بھی کچھ مختلف نہیں۔ میری بڑی آپا نے ابھی کل ہی مجھے فون کیا ہے اور کہا ہے ہدیہ کو ہر حال میں سسرال بھیج دو' اگر وہ میکے میں رہ گئی تو اس کا اثر باقی کی لڑکیوں پر پڑے گا کہ لوگ تو رشتہ لیتے ہوئے پورا شجرہ نسب کھنگال ڈالتے ہیں۔" ہدیہ کی امی کہہ رہی تھیں اس کے والد اثبات میں سر ہلا رہے تھے وہ اپنی بات مکمل کر چکیں تو بولے۔

"بیٹی ہمیں بہت پیاری ہے مگر ہم ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو اولاد کو کبھی قصوروار سمجھتے ہی نہیں۔ ہم جانتے ہیں۔ آپ کا گھرانہ بے حد ملنسار اور سلجھا ہوا ہے۔ آپ اسے لے جائیں گے اور کسی بات کو جتائیں گے نہیں۔ **عمیر**! جاؤ ہدیہ کو بلاؤ اس سے کہو کہ نخرا نہیں فوراً" آئے۔" دادی کے کہنے پر **عمیر** فوراً" اٹھ کھڑا ہوا مگر مہران نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور بولا "میں خود ہی بات کرتا ہوں اس سے۔"

ان سب کی باتیں' ان کے رویئے اس سے کہیں مختلف تھے۔ جیسا وہ سوچ کر آیا تھا۔ کتنا مان تھا ہدیہ کو ان محبتوں پر میں نے جہاں ان کے بارے میں کچھ کہا' وہ خود پر قابو نہیں رکھ سکی۔ فوراً" مجھ سے الجھ پڑی اور یہ لوگ کتنی جلدی گھبرا گئے ہیں اس کے یہاں آجانے سے' شادی کے بعد لڑکی کا گھر اس کے شوہر کا گھر ہی ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اسے کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔ اور میں ہدیہ کو بے سائباں نہیں کروں گا۔ اس کو اس کی پناہ گاہ میں واپس لے کر جاؤں گا۔ ان سب نے جو کچھ کہا' ہدیہ نے جس طرح ناراضگی کا اظہار کیا۔ مہران کا سارا غصہ جاتا رہا' اسے لگا ہدیہ صرف اس کی ہے اگر وہ ہاتھ نہیں تھامے گا تو بالکل اکیلی رہ جائے گی۔

جس وقت وہ اس کے کمرے میں آیا۔ آنکھوں پر بازو رکھے لیٹی تھی۔ ملگجا لباس' کچھ بکھرے الجھے سے

بال۔ اس نے بیڈ پر قریب بیٹھتے ہوئے بازو اس کے چہرے سے ہٹا دیا۔ روئی آنکھیں جب اس کی طرف متوجہ ہوئیں تو وہ چونک گئی اٹھنے کی کوشش کی اس نے اٹھنے نہیں دیا۔

"تمہیں تو خیال نہیں آیا۔ میں خود ہی تنہائی سے گھبرا کر لینے آ گیا ہوں۔" لہجے میں شکوہ کم اپنائیت زیادہ تھی۔

"میں نے آپ کو یاد نہیں کیا' یہ بھلا ممکن ہے۔" وہ پھر رونے لگی۔

"اچھا تو سچ سچ بتاؤ۔ کیا تھا یاد۔" ایک آسودگی یہاں وہاں پھیل گئی تھی۔

"ہاں بہت' بہت زیادہ۔" وہ انکار نہیں کر سکی کہہ دیا۔

"فون نہیں کیا۔ اپنے گھر نہیں آئیں۔ اتنا آڑے آتی تھی۔ ہے ناں۔"

"نہیں' مجھے ڈر تھا' آپ اپنائیں گے نہیں' واپس جانے کو کہیں گے۔"

"اتنا بے حس سمجھتی ہو' یہ جو دن میں نے تمہارے بغیر گزارے ہیں۔ ان کی اذیت صرف میں ہی جانتا ہوں۔ چلو آؤ اب گھر چلیں۔" آنسو اپنی انگلیوں کی پوروں میں سمیٹ لیے۔

"تم میری ہو صرف میری۔"

"مگر آپ میرے نہیں ہیں۔" اس نے گلہ کیا۔

"میں بھی تمہارا ہوں۔ صرف تمہارا' میری روح میرا دل سب پر تم قابض ہو جادوگرنی۔" وہ ہنس پڑی اور اٹھ کر جانے کی تیاری کرنے لگی۔

"کبھی سوچا تھا میں نے' کوئی یوں میرے دل پر قابض ہو جائے گا۔ میرے احساس پر یوں چھا جائے گا کہ لاکھ دامن چھڑانا چاہوں گا۔ چھڑا نہیں پاؤں گا۔ تم مجھے یہ اعتراف کرنے دو ہر بار کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔"

"کب سے؟" یہ اعتراف خوش کن بھی تھا اور حیران کن بھی۔

"جب سے تمہیں دیکھا تھا تب سے' مگر یہ میری غلطی کہ میں کمزور پڑنا نہیں چاہتا۔ تھا بھول گیا تھا۔ عورت بظاہر نرم و نازک سہی مگر جب نظر کے راستے دل میں اترتی ہے تو پوری طرح قابض ہو جاتی ہے۔ بڑی چالاک ہستی ہے یہ۔"

"میں نے کیا کیا ہے۔؟" وہ منمنائی۔

"ابھی کوئی کسر باقی ہے ارے یہ اتنا مغرور بد دماغ مہران تو قبضے میں کر لیا۔ ہے سچ کہتی ہیں خالہ حمیدہ بھی' بیٹیوں کے ساتھ ساتھ بیٹوں کے اچھے نصیبوں کی بھی دعا کرنی چاہیے۔ ورنہ کوئی جادوگرنی ٹکرا گئی تو گئے کام سے' ہوئی عقل گم۔"

"میں جادوگرنی ہوں کیا۔؟"

"تو پھر جادو کر دینے والی کو اور کیا کہتے ہیں۔" وہ ہنسا۔

"مجھے نہیں پتا۔" انداز میں شوخی اور اطمینان تھا۔

"آؤ میں بتاؤں۔" اور اس کا انداز دیکھ کر وہ جھینپ گئی۔ اور مہران نے یہ روپ ہمیشہ کے لیے ذہن میں محفوظ کر لیا پھر بولا۔

"سنو بہت وقت ضائع کر لیا ہے ہم نے' اب ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ سمجھیں۔" اس نے جھٹ اثبات میں سر ہلا دیا پھر بری طرح شرما کر ہاتھ چہرے پر رکھ لیے۔ مہران کا قہقہہ لاؤنج میں بیٹھے ان ہی کا انتظار کرتے افراد خانہ نے بھی سنا اور جیسے سب کے سروں سے بوجھ اتر گیا۔ داماد کو سمجھانے کا ایک یہی طریقہ تھا۔ اگر بیٹی کی حمایت کرتے تو کبھی نہ مانتا کہ اس کا مزاج سمجھ گئے تھے۔ خدا کا شکر ہے کدورت ڈھل گئی ہے' بادل چھٹ گئے ہیں۔ اب ہر سو محبت کی گرمی ہے۔ ایسی نرماہٹ والی نرمی جیسی سردیوں کی دھوپ میں ہوتی ہے۔ بیٹھو تو پھر اٹھنے کو دل نہ چاہے۔ بس یہی خواہش ہو عمر یونہی بیت جائے' رت کبھی نہ بدلے۔

digest novels lovers group ❤❤